THE SENATE OF PAKISTAN DEBATES

OFFICIAL REPORT

Monday, March 20, 1995

(55th Session)

Volume I No. 8
(Nos. 1 —9)

CONTENTS

		Pages
1.	Recitation from the Holy Quran	1—2
2.	Point of Orders	2—14
3.	Leave of Absence	14—15
4.	Report of the Functional Committee on Government Assurances---laid	15—16
5.	Report of the Standing Committee *Re* : Federal Employees Benevolent Fund Act	16
6.	Motion Under Rule 171(1) for condonation of delay	16—17
7.	Report of the Standing Committee *Re* : increase in the price of drugs--laid	17
8.	Ordinances---laid	17—18

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, March 20, 1995

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at fifty one minutes past ten in the morning with Mr. Deputy Chairman (Mir Abdul Jabbar) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان ربکم اللہ الذی خلق السمٰوٰت والارض فی ستۃ ایام
ثمہ استوٰی علی العرش یغشی الیل النہار یطلبہ حثیثا
والشمس والقمر والنجوم مسخرٰت بامرہ۔ الا لہ
الخلق والامر۔ تبرک اللہ رب العٰلمین۔ ادعوا ربکم
تضرعا و خفیہ۔ انہ لا یحب المعتدین۔ ولا تفسدوا
فی الارض بعد اصلا حہا وادعوہ خو فا و طمعا۔ ان
رحمت اللہ قریب من المحسنین۔

(سورہ اعراف ۵۶-۵۴)

ترجمہ: کچھ شک نہیں کہ تمہارا پروردگار خدا ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں

پیدا کیا پھر عرش پر جا ٹھہرا وہی رات کو دن کا لباس پہناتا ہے کہ وہ اس کے پیچھے دوڑتا چلا آتا ہے اور اسی نے سورج اور چاند اور ستاروں کو پیدا کیا سب اس کے حکم کے مطابق کام میں لگے ہوئے ہیں۔ دیکھو سب مخلوق بھی اسی کی ہے اور حکم بھی اسی کا ہے۔ یہ خدائے رب العالمین بڑی برکت والا ہے۔ (لوگو) اپنے پروردگار سے عاجزی سے اور چپکے چپکے دعائیں مانگا کرو۔ وہ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ اور ملک میں اصلاح کے بعد خرابی نہ کرنا اور خدا سے خوف کرتے ہوئے اور امید رکھ کر دعائیں مانگتے رہنا کچھ شک نہیں کہ خدا کی رحمت نیکی کرنے والوں سے قریب ہے۔

POINT OF ORDER

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی منظور احمد گچکی صاحب۔

جناب منظور احمد گچکی۔ جناب والا، میں آپ کی اجازت سے پوائنٹ آف آرڈر پر عرض کروں گا کہ سندھ کے معمر رہنما جی ایم سید گزشتہ چار دن سے بیہوش ہیں اور آج اخبارات میں یہ بات آئی ہے کہ کل انہیں باہر جانے کی اجازت دی گئی ہے لیکن میری اطلاع یہ ہے کہ ابھی تک انہیں اس سلسلے میں کوئی سرکاری خط وغیرہ نہیں بھیجا گیا۔ جناب والا، پہلی بات تو یہ ہے کہ جی ایم سید سے اختلافات ہو سکتے ہیں اور یقیناً" جمہوریت میں اختلافات کوئی عجیب چیز نہیں ہیں لیکن میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ انسانی زندگی کے ساتھ اس طریقے سے کھیلنا--- اس سے زیادہ شاید کوئی خراب چیز نہیں ہو سکتی۔ اگر کسی کو جی ایم سید سے اختلاف ہے، وہ 35، 40 سال تک نظر بند رہے اور اگر ان کے خلاف کسی قسم کے کوئی مقدمات تھے تو اس کو trial کرنا چاہیئے تھا اور اگر وہ مجرم ثابت ہوتے تو ان کو سزاء دینی چاہیئے تھی۔ لیکن یہ کوئی طریقہ کار نہیں ہے کہ حکومت کے علم میں تین چار دن سے ایک بات ہو کہ جی ایم سید ہسپتال میں بیہوش ہیں، علم یہ ہے کہ چار دن پہلے جب کہ جی ایم سید بیہوش تھے تو جناح ہسپتال پر باقاعدہ raid کیا گیا ان کے کمرے میں بھی raid کیا گیا، ان کے لوگوں کو تنگ کیا گیا اور ان کی حالت اب یہ ہے کہ وہ کسی جہاز میں بھی باہر لے جانے کے قابل نہیں ہیں۔ جناب والا، میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہی روایات رکھی گئیں تو میرے خیال میں یہ اچھی روایات نہیں ہیں۔ ابھی تک ان کو سرکاری طور پر کوئی latter نہیں بھیجا گیا ہے، حکومت سے میری گزارش

ہے کہ اگر ان کو باہر بھیجنا ہے تو اس کے لئے صحیح بندوبست کیا جائے اس لئے کہ پاکستان میں اس شخص کی ایک contribution ہے کہ وہ پہلا شخص ہے جس نے سندھ اسمبلی میں پہلا resolution move کیا۔ دوسری بات یہ ہے کہ اب history نے بھی یہ ثابت کر دیا ہے کہ ان کے دوسروں سے جو اختلافات ہوئے تھے ان کے پیچھے بہت سے لوگ کارفرما تھے۔ اب وہ لوگ تاریخ میں خود disputed ہو گئے ہیں۔ میں کہنا چاہ رہا ہوں کہ جناب قائداعظم اور ان کے درمیان جو اختلافات پیدا کیے گئے تھے اب تو تاریخ نے اسے ثابت کر دیا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ گھگی صاحب درست ہے۔ آپ کی بات سمجھ آ گئی ہے۔ آپ کا ارشاد یہ ہے کہ حکومت کو چاہیئے تھا کہ اس سے قبل ان کو علاج کے لئے بھجواتے لیکن آج کے اخبارات نے بالکل واضح کر دیا ہے کہ ان کو کہا گیا ہے کہ وہ باہر جا سکتے ہیں۔ دوسرا ارشاد آپ کا یہ ہے کہ official letter جانا چاہیئے۔

جناب منظور احمد گھگی۔ جناب ایک بات یہ بھی ہے کہ ان کو لے جانے کے لئے صحیح بندوبست بھی کیا جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ پوائنٹ آف آرڈر پر اتنی بات تو نہیں کہی جا سکتی بہرحال آپ کی بات treasury benches نے سن لی ہے اور میں خان صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ اس سلسلے میں وضاحت فرما دیں۔

سید اشتیاق اظہر۔ جناب میں بھی اس سلسلے میں بات کرنا چاہتا ہوں کہ جی ایم سید کی وجہ سے ہی سندھ اسمبلی نے قرارداد پاکستان منظور کی تھی اور آل انڈیا مسلم لیگ کانفرنس کے جلسہ میں ان اقدام کو نہ صرف سراہا گیا تھا بلکہ اس بات کی توقع ظاہر کی گئی تھی کہ دوسری اسمبلیاں بھی اسی نوعیت کی قراردادیں منظور کریں گی جبکہ ایسا نہیں ہوا تھا۔ دوسری بات یہ ہے کہ آل انڈیا مسلم لیگ کا جو آخری اجلاس 1940 میں کراچی میں ہوا تھا اس کی کمیٹی کے وہ چیئرمین تھے۔ اس اجلاس میں انہوں نے ہندوستان کے مسلمانوں سے اپیل کی تھی کہ وہ سندھ آئیں اور سندھ کے جلسے میں حصہ لیں۔ ہمیں ان کی باتوں کو ضرور مدنظر رکھنا چاہیئے۔ اختلافات اپنی جگہ ہیں۔ ان کے ساتھ جو سلوک کیا گیا ہے آپ اس سے واقف نہیں ہیں اور یقین جانیئے کہ حیدر منزل کے ایک ترجمان نے بھی اس سلسلے میں سندھ کے وزیر اعلیٰ کو مورد الزام ٹھہرایا ہے۔

اب اگر اس stage پر کہ جب وہ مختلف امراض میں مبتلا ہیں کوئی فیصلہ ان کو باہر بھیجنے کا ہوتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ فیصلہ بر وقت ہے۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ جناب میں بھی اتنا عرض کروں گا کہ جی ایم سید ایک قابل احترام سیاستدان ہیں اور اب وہ اس عمر کو پہنچ گئے ہیں کہ حکومت کو ان کی طرف خصوصی توجہ دینی چاہیئے۔ سیاست میں اختلاف اپنی جگہ لیکن ان کی طویل جدوجہد اور سیاسی خدمات ہیں کوئی اس سے اختلاف بھی کر سکتا ہے جس کا ہر ایک شخص کو حق ہے۔ جس قسم کی بیماری میں وہ آج بے ہوش پڑے ہوئے ہیں ان کی سیاسی حیثیت کے علاوہ یہ ایک انسانی مسئلہ بھی ہے۔ حکومت کو چاہیئے کہ وہ ان کے علاج معالجے کا خود انتظام کرے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ ٹھیک ہے بات سمجھ میں آ گئی ہے۔ جی جناب آفتاب شیخ صاحب۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ جناب والا میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے فلور دیا۔ جناب بات یہ ہے کہ جی ایم سید بذات خود ایک ادارہ ہے۔ ان کی سیاسی جدوجہد کی تاریخ اتنی طویل ہے کہ ان کے ساتھ حکومت کا جو رویہ رہا ہے وہ ظالمانہ رہا ہے۔ ان کے ساتھ انسانیت کے اصولوں کے بالکل منافی سلوک کیا گیا۔ یہ صورت حال کیوں پیدا ہوئی وہ اس لئے کہ انہیں بر وقت طبی امداد فراہم نہیں کی گئی۔ حکومت کو ان کی خدمات کو سامنے رکھنا چاہیئے اور طبی ضروریات فوری طور پر فراہم کی جانی چاہیئں۔

شیخ رفیق احمد۔ جناب مجھے یہ سب کچھ دیکھ کر کچھ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ

میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

جن کے دور میں الطاف حسین ملک چھوڑ کر چلے گئے، جن کے دور میں مقدمے بنے، جن کے دور میں army operation ہوا، آج وہ کہتے ہیں کہ وہ بے گناہ ہے تو وہ تین سال انہوں نے کس طرح کی حکومت کی۔ اس طرح سندھ میں ان کی حکومت رہی۔ پہلے وہ کچھ عرصہ ہمارے ساتھ رہے اور پھر نواز شریف کے ساتھ بھی رہے۔ جناب یہ ایک wrong impression دے رہے ہیں۔ یہ ایک disinformation کا سلسلہ ہے جو اس ایوان میں بھی جاری ہے۔ یہ ان کے خود کردہ گناہ ہیں۔ ان کے خود کردہ جرائم ہیں۔ آج یہ کس کو طعنہ دے رہے ہیں۔ کس کو سنا رہے

ہیں کیوں اخباروں میں propaganda کر رہے ہیں؟ یہ ساری باتیں کی جا رہی ہیں۔ میں باقی دوستوں کے بارے میں نہیں مگر اپنے فاضل دوست ایم کیو ایم کے رہنما کے بارے میں یہ بات کر رہا ہوں۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ یہ الطاف حسین صاحب کے بارے میں نہیں ہے یہ جی ایم سید کے بارے میں ہے۔

شیخ رفیق احمد۔ یہ طریقہ کار جب شروع ہوا تو پہلے نواز شریف صاحب اسی انداز میں ایوان میں بات کر گئے۔ آج اسی انداز میں اس ایوان میں بھی یہی بات ہو رہی تھی۔ میں جی ایم سید صاحب کے بارے میں ہی کہہ رہا ہوں یہ سندھ کے حکمران رہے ہیں اس وقت انہیں جی ایم سید صاحب کا خیال نہیں آیا۔ مجھے تو ایک طرح سے میں اس بات کا فخر ہے کہ پاکستان کی تاریخ میں ہم دونوں اکٹھے تھے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ مسئلہ تو صرف یہ زیر بحث ہے کہ حکومت کو چاہیئے کہ وہ جی ایم سید صاحب کو علاج کے لئے باہر بھجوائے۔ بس اتنی سی بات ہے۔ وہی گچکی صاحب نے فرمایا، وہی بات ڈاکٹر صاحب نے کہی اور وہی انہوں نے فرمائی۔

سید اشتیاق اظہر۔ میں نے دو باتیں کہی تھیں۔ ایک تو یہ کہ انہوں نے قرارداد پاکستان منظور کروائی اور دوسرے صوبوں نے اس پر عملدرآمد نہیں کیا۔ دوسرے یہ کہ 1943ء میں جب آل انڈیا مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس ہوا تو اس کے وہ چیئرمین تھے اس کے علاوہ میں نے کوئی متنازعہ بات نہیں کہی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی جناب آغا صاحب۔

سید محمد فضل آغا۔ شکریہ جناب۔ گزارش صرف اتنی تھی کہ یہ ایک انسانی مسئلہ ہے جس کو منظور گچکی صاحب اور باقی دوستوں نے اٹھایا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ prisoners of war کو بھی یہ facility ہوتی ہے کہ ان کو میڈیکل facility فراہم کی جائے۔ یہ انسانی مسئلے ہیں۔ ان کا مداوا کرنا حکومت کا فرض ہوتا ہے اور جی ایم سید صاحب کے لئے بھی یہی کہا گیا تھا۔ پتہ نہیں شیخ صاحب کو الطاف phobia کیوں ہو گیا ہے کہ جو بات بھی چھڑتی ہے ان کو الطاف نظر آتے ہیں اور پھر اس کی آڑ میں پچھلی گورنمنٹ کو لتاڑتے ہیں۔ گزارش یہ ہے کہ میں شیخ

صاحب کی بڑی عزت کرتا ہوں وہ میرے بزرگ ہیں محترم ہیں اور ذاتی مہربان ہیں لیکن بات یہ ہے کہ ہاؤس میں بیٹھ کر کم از کم یہ بات تو سننی چاہئے کہ بات کس کی ہو رہی ہے ۔

من چہ می سرایم و تمبورہ من چہ می سراید

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ آغا صاحب۔ بات سمجھ آ گئی ہے ۔ میں خان صاحب سے گزارش کروں گا کہ اس کو wind up کریں اب .Let him speak something۔

حافظ حسین احمد۔ جناب چیئرمین صاحب میرے خیال میں جن کے بارے میں بات چیت ہو رہی ہے تو ان کے لئے صرف جناب اشتیاق اظہر اور شیخ رفیق کو، عمر کے لحاظ سے حق پہنچتا ہے کہ وہ اظہار خیال کر سکیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ تشریف رکھیں ۔ جی خان صاحب۔

پروفیسر این ڈی خان۔ جناب چیئرمین! معزز اراکین نے جس جانب توجہ دلائی ہے وہ ہمارے علم میں ہے اور حکومت نے جی ایم سید کی عمر کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہمیشہ facilitate کیا ہے باوجود اس کے کہ وہ detention میں ہیں ۔ تمام میڈیکل ضروریات انہیں فراہم کی ہیں ۔ ان کو hospitalize بھی کرایا ہے اور حکومت اس صورت حال سے پوری طرح سے باخبر ہے جو بھی ان کے لئے required بورڈ بنایا گیا ہے اس کی recommendations کی روشنی میں ہمیشہ انہیں طبی سہولتیں فراہم کی گئی ہیں اور ہر قسم کی وہ آسانیاں فراہم کی گئی ہیں جو ایک elected مہذب اور cultured government کر سکتی ہے باوجود اس کے کہ بعض چیزیں ریکارڈ پر ایسی بھی ہیں جن کے حوالے سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کے اوپر بہت controversy ہے لیکن

without entering into the merits, I once again assure that all medical facilities will be provided, as have already been provided and all the facilities will be provided. I assure this House.

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی بھنڈر صاحب۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ جناب والا! میں جناب کی توجہ اس point of order کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ پارلیمانی روایات یہ ہیں کہ جب حکومت کی طرف سے کوئی statement دیا

جاتا ہے اور ایوان میں کوئی وعدہ کیا جاتا ہے تو اس کے بعد as policy statement یا اس وعدے کے جواب میں پھر statement دی جاتی ہے ۔ اس سیشن میں جناب نے دیکھا کہ چونکہ زیادہ تر بحث Presidential Address پر ہی ہوئی نہ ہمارے سوالات آئے نہ resolutions آئے ۔ ایک مسئلہ جناب والا ہمارا بہت پرانا ہے اور وہ یہ ہے کہ اپوزیشن کے ممبران کو جو گرانٹس ملتی تھیں وہ نہیں دی گئیں۔ یہ جناب کے علم میں ہے اس کے متعلق جناب والا لیڈر آف دی ہاؤس نے کہا تھا کہ ہم اس سلسلے میں ایک کمیٹی بنائیں گے ، اس میں متعلقہ سینیٹرز کو بلائیں گے اور اس مسئلہ کو clear کریں گے ۔ اس بات کا جناب کو بھی علم ہے ۔ جناب اقبال حیدر صاحب ہمارے پاس بیٹھے ہوئے ہیں ، اس سلسلے میں ان کے ہمارے ساتھ اتنے وعدے ہیں کہ ان کو ہم گن ہی نہیں سکتے ہیں کہ یہ کتنے وعدے ہوئے جو انہوں نے on the floor of the House کئے ہیں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ وہ وعدہ ہی کیا ہے جو ایفا ہو جائے ۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ اس لئے ان کے وعدوں کے متعلق ہم یہی سمجھ لیں گے کہ وہ وعدہ ہی کیا جو ایفا ہو گیا ۔ تاہم جو قائد ایوان کا وعدہ ہے ، اس کے متعلق عرض ہے کہ یہ ہنوز روز اول کی طرح موجود ہے ۔ جناب والا ! اگر حکومت کا یہ فیصلہ ہے کہ اپوزیشن کے کسی ممبر کو کوئی فنڈ نہیں دینا ہے تو کھڑے ہو کر کہہ دیں اور یہ واضح الفاظ میں ہمیں بتا دیں کہ اپوزیشن کے اراکین کو فنڈز نہیں دینے ہیں ۔ ہر روز کے وعدے کرنا اور پھر ان پر عمل نہ کرنا یہ رویہ درست نہیں ہے ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ آج تک کسی بھی ممبر کا ، خاص طور پر کسی اپوزیشن کے رکن کا ، کوئی فنڈ release نہیں ہوا ہے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ میں ایک مرتبہ پھر اراکین حکومت اور خاص طور پر وزراء صاحبان سے عرض کروں گا کہ اس مسئلہ کو دیکھیئے کیونکہ یہ ایک دیرینہ مسئلہ ہے ۔ دو سال سے اراکین اپوزیشن کو ترقیاتی فنڈ نہیں ملے ہیں ۔ اس بارے میں خان صاحب، آپ کچھ ارشاد فرمانا چاہیں گے ۔

(مداخلت)

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ جناب والا ! یہ باتیں تو خان صاحب کے آنے سے

پہلے کی ہیں - یہاں اقبال حیدر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ان کو ان باتوں کا علم ہے - لیڈر آف دی ہاؤس نے یہاں categorical assurance دی ہوئی ہے----

جناب ڈپٹی چیئرمین - میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ پچھلے دو سال سے ہمیں ترقیاتی فنڈ نہیں مل رہے ہیں - اس مالی سال میں یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ ہم 25,25 لاکھ روپے کی سکیمیں منظور کریں گے - مگر وہ نہیں ملیں -

چوہدری محمد انور بھنڈر- جناب والا! پہلے پچاس لاکھ روپے تھے اور پھر پچیس لاکھ کا وعدہ کیا گیا--

جناب ڈپٹی چیئرمین - مگر وہ بھی نہیں دئے گئے - مسلسل پچھلے دو سالوں سے اس طرف بیٹھے ہوئے اراکین کو، جو کہ عوام کے نمائندے ہیں اور جب یہ اپنے حلقوں میں جاتے ہیں تو ان کے پاس عوام کو جواب دینے کے لئے کوئی الفاظ نہیں ہوتے ہیں، اس لئے مہربانی کر کے اس مسئلہ کو دیکھ لیا جائے - اگر حکومت اس سلسلے میں کوئی قدم اٹھاتی ہے تو اس کے بارے میں ایوان میں بتایا جائے -

Mr.N.D. Khan: It will be brought in the knowledge of the competent authority.

چوہدری محمد انور بھنڈر- جناب والا! چونکہ اجلاس کل prorogue ہو رہا ہے، اس لئے کل یہ ایوان میں اس بارے میں statement دیں -

جناب ڈپٹی چیئرمین - میاں سیف اللہ خان پراچہ صاحب کافی دیر سے کچھ کہنا چاہ رہے ہیں -

جناب آفتاب احمد شیخ- میں بھی کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں -

جناب ڈپٹی چیئرمین - پہلے وہ اپنی بات کہہ لیں-

جناب سیف اللہ خان پراچہ-پوائنٹ آف آرڈر، جناب والا! میں آپ کی خدمت میں دو باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں - پہلی بات تو یہ ہے کہ آج ہماری کارروائی تقریباً گیارہ بجے شروع ہوئی ہے جب کہ آپ نے ایوان کے لئے وقت دس بجے کا دیا ہوا تھا -

جناب ڈپٹی چیئرمین - بالکل بجا ہے۔

جناب سیف اللہ خان پراچہ- یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ جب آپ ایوان میں تشریف لاتے ہیں تو پھر اراکین ایوان میں تشریف لاتے ہیں ۔ اس لئے اگر آپ ایوان میں دس بجے ہی آجایا کریں تو اراکین بھی وقت پر آجایا کریں گے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین - میں اراکین کی حاضری کے بارے میں مسلسل پوچھتا رہا ہوں۔ مجھے یہ بتایا گیا کہ صرف دو اراکین ایوان میں موجود تھے ۔

جناب سیف اللہ خان پراچہ- اگر آپ ایوان میں وقت پر آئیں گے تو دیگر اراکین بھی وقت پر آجایا کریں گے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین - میں ایوان میں نو بجے ہی آجاؤں گا ۔

جناب سیف اللہ خان پراچہ- اچھا جناب والا ! دوسری بڑی اہم عرض پوائنٹ آف آرڈر کے بارے میں ہے۔ میں نے 1965 میں جب میں اسمبلی کا ممبر تھا، تو بھنڈر صاحب سے بہت کچھ سیکھا ہے ۔ ہاؤس میں اسی طرح پوائنٹ آف آرڈر پر باتیں ہوتی رہیں تو ایوان کی کارروائی صحیح طور پر نہیں چلائی جا سکتی ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین - آپ بالکل درست فرماتے ہیں ۔

جناب سیف اللہ خان پراچہ- اس طرح تو ہم من مانی کرتے ہوئے پوائنٹ آف آرڈر پر اٹھ جایا کریں گے اور سارا وقت اسی میں صرف ہو جائے گا ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اس طرف سے بھی پوائنٹ آف آرڈر اٹھائے جا سکتے ہیں ۔ کیا ہمارے پاس پوائنٹ نہیں ہیں۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اگر انہوں نے پوائنٹ آف آرڈر پر ضرور بات کرنی ہے تو اس کے لئے rules کو quote کریں کہ کون سے rule کی خلاف ورزی ہو رہی ہے ۔ اس پر بات کرنا تو ٹھیک ہے ۔ اب تو ایک طرف تو کھلی چھٹی ہے کہ جو چاہے پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہوجاتاہے ۔ اگر یہ صورت حال رہنی ہے تو ہمیں بھی اسی طرح پوائنٹ آف آرڈر اٹھانے کی اجازت دی جائے ۔ ہم بھی روز یہاں اپنی باتیں پوائنٹ آف آرڈر پر کریں گے ۔ آخر کوئی نظام ہو گا تو تب ہی کارروائی مناسب طریقے سے ہوسکتی ہے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین - آپ کی بات درست ہے -

(مداخلت)

جناب آفتاب احمد شیخ- پوائنٹ آف آرڈر، میں آپ کی توجہ ایک اہم مسئلہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں - آج کی صورت حال ' جس سے ملک دو چار ہے ' کے بارے میں آج اخبارات میں وزیر داخلہ صاحب کا ایک بیان چھپا ہے - اس بیان میں انہوں نے یہ کہا ہے کہ الطاف حسین کو معاف کرکے دوسرا اگرتلہ کیس نہیں بننے دیا جائے گا -

Mian Raza Rabani: It is a Presidential speech and It is not a point of order.

اگر یہ کوئی بات کرنا چاہتے ہیں تو یہ اپنی تقریر میں کر سکتے ہیں -

(مداخلت)

جناب آفتاب احمد شیخ- جناب والا ! پہلے مجھے بات کرنے دیں -

جناب ڈپٹی چیئرمین - بات ہو گئی ہے ' آپ تشریف رکھیں -

جناب آفتاب احمد شیخ- یہ غلط بات ہے ' مجھے بات کرنے دی جائے -

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین - آپ تشریف رکھیں - مولانا صاحب ' ارشاد فرمائیں -

(مداخلت)

جناب آفتاب احمد شیخ- جناب والا ! مجھے عرض کرنے دیا جائے -

جناب ڈپٹی چیئرمین - آپ صبر کیجیئے - آپ تشریف رکھیں - مولانا صاحب - ارشاد فرمائیں -

Mr. Deputy Chairman: This is your House, what are you doing? You behave youself my dear and have patience.

صبر کیجیئے گا - جی مولانا صاحب - I give the floor to Moulana Sahib. Please آپ تشریف رکھیں -No point of order.-

جناب آفتاب احمد شیخ۔ جب میں بات ختم کر لوں۔ تو آپ رولنگ دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ آپ تشریف رکھیں ۔ میں نے کہہ دیا ہے۔ No point of order۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ مجھے بات ختم کرنے دیں ۔ اس کے بعد آپ جو مرضی کہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ میں نہیں بیٹھوں گا ۔ میں اپنی بات مکمل کروں گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ ایسے ہاؤس کیسے چلائیں گے۔ I will not allow you ۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ مولانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ ہاؤس کے ماحول کو دوبارہ مناسب سطح پر لانے کے لئے میرا خیال ہے کہ اسے کسی طریقے سے چلا جائے تو بہتر ہے۔ اس کے لئے گزارش یہ ہے کہ اگر ایک فاضل ممبر کوئی بات کر رہے تھے۔ تو اس کو pre-empt کرنے کی کوئی ضرورت نہیں بات کرنے دیں ۔ اگر بات نہیں بنتی تو نہ سہی ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ وہ تو درست ہے ۔ وہ بات تو ہو چکی ۔ اخبار کی بات آ چکی ۔ میں نے سن لی۔ میں نے خود اس کو پڑھا۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ بات تو کرنے دیں۔ اگر اس طرح بات نہیں ہو سکے گی تو پھر بڑا مشکل ہو جائے گا۔

میاں رضا ربانی۔ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بن رہا ۔ صدر کے خطاب پر تقریر کے دوران وہ بات کر سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ میاں صاحب آپ تشریف رکھیں۔

I will come to item No.2.

Let me give my ruling. One minute Sir, Mian sahib let me speak.

آپ مختصر کر کے فرما دیں۔

Mian Raza Rabbani: Sir one minute, let me finish, let them have their peace, let me also face. This is no way, if you are going to allow people to intimidate the Chair and then subsequently change your ruling or your observation, this is no way. The House cannot run like this..........

Mr. Deputy Chairman: Nobody can intimidate me. My ruling is always definite, nobody can challenge my ruling. It is final.

Mian Raza Rabbani: Whenever you ask this side of the House to sit down we always abide by it. But from that side Aftab Sheikh said categorically that I will not sit down till such time you do not allow me to complete. What is this?

(interruption)

Mr. Deputy Chairman: Bilour sahib no cross talk, please. I will not allow anybody to do this.

جناب آفتاب احمد شیخ۔ میری عرض یہ ہے کہ میں بات کر لوں اس کے بعد جو آپ کی رولنگ ہے I bow ---

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ میں نے رولنگ دے دی۔ میں نے کہہ دیا کہ No point of order

جناب آفتاب احمد شیخ۔ جناب اب صورت حال یہ ہے -------

Mr. Deputy Chairman: This is no point of order. Please sit down. I

have given my ruling. That is all. Item no.2.

جی مولانا صاحب۔

مولانا محمد عبدالستار خان نیازی۔ ہمارے ترقیاتی فنڈ کا مسئلہ زیر غور تھا ۔۲۵ لاکھ روپے الاٹ کر دیئے گئے ۔

(مداخلت)

مولانا محمد عبدالستار خان نیازی۔ وہ close نہیں ہوا ۔مجھے بات کرنے دیں ۔ آپ اٹھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ میں عرض کروں گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ مولانا صاحب میری عرض سنیں ۔ نہایت احترام کے ساتھ گزارش ہے کہ وزیر قانون صاحب کل Floor of the House پر statement دے دیں گے ۔

مولانا محمد عبدالستار خان نیازی۔ اس میں جو اگلی بات ہے وہ پہلے لوگوں نے بیان نہیں کی۔ پی پی گورنمنٹ کو ہم نے باقاعدہ سکیم بنا دی ۔ موقع پر اسے چیک کیا گیا ۔ اب ہمیں کہا جا رہا ہے کہ اسے سوشل ورک پروگرام کے پاس بھیجو-----

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ ڈاکٹر صاحب ایک شخص جب بات کر رہا ہے ۔ تو اسے بات کرنے دیں۔ صبر کے دامن کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔

مولانا محمد عبدالستار خان نیازی۔ جو پاکستان پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ کو بھیجا گیا پھر سیکرٹیری کے پاس گیا ۔ وہاں باقاعدہ اس کی تحقیق کی گئی ۔ ہم ہر جگہ پڑتال کے لئے گئے ہیں ۔ اب کہتے ہیں کہ نہیں آپ کو سوشل ورک پروگرام کے پاس دوبارہ بھیجنا چاہیئے۔ یہ بتائیے کہ کیا مسئلہ ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ پراچہ صاحب تشریف رکھیئے۔ جی ڈاکٹر صاحب آپ کیا فرمائیں گے۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ جناب چیئرمین ! مکران ڈویژن کا جو مسئلہ ہے ۔ اس پر کل بھی ہم نے واک آوٹ کیا ہمارے وزیر قانون نے فرمایا تھا کہ وہ اس کے لئے کوئی بیان دیں گے ۔ آج بھی پورے مکران ڈویژن میں آل پارٹیز ایکشن کمیٹی کی طرف سے یوم سیاہ ہے

۔ اور وفاقی ایجنسیوں اور اداروں کی وجہ سے لوگ بہت پریشان ہیں ۔ جب سے تفتان تک لوگ ہڑتال پر جانے کو تیار ہیں ۔ اس مسئلے کو حل کریں ۔ وہاں لوگوں کو راشن ' ادویات اور علاج کا مسئلہ ہے ۔ سارے ٹرک اور بسیں باہر کھڑی ہیں' مکران ڈویژن میں وہ ہڑتال پر ہیں ۔ جناب والا ! یہ ایک سنگین انسانی مسئلہ ہے ۔ اسی لئے ہم آپ کا وقت لے رہے ہیں ورنہ نہیں لیتے جناب ہمیں آپ کی رولنگ کا احترام ہے ۔ اور وہ وفاقی اداروں کے سربراہان سے بات چیت کرنے کے لئے بھی تیار ہیں ۔ ایف سی اور کوسٹ گارڈ کے سربراہوں سے بات کرنے کے لئے بھی جارہے ہیں ۔ چنانچہ میں آپ کی توجہ بھی اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں یہ بہت اہم مسئلہ ہے جناب ۔ اتھل میں اور ہر جگہ لوگ بہت پریشان ہیں ۔ چنانچہ دو ' دو ' تین تین گھنٹے بسوں کی تلاشیاں لی جاتی ہیں ۔ آخر یہ ایک انسانی مسئلہ ہے ۔ وہاں کے انسانوں کو بھی برابر کا شہری سمجھا جائے ۔ پھر بلوچستان کا بارڈر ہے -----

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ٹھیک ہے جی سن لیا ہے تشریف رکھیں جناب ۔ کل بھی اس پر تفصیلی گفتگو اور بات ہوئی ' واک آؤٹ ہوا ۔ اور اس پر یہاں وزیر داخلہ صاحب نے categorically اپنا statement دیا تھا ۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ ۔لیکن وزیر قانون صاحب نے فرمایا تھا کہ وہ بھی اس سلسلے میں بیان دیں گے اورہمیں یقین دہانی کرائیں گے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ ٹھیک ہے جی تشریف رکھیں ۔

LEAVE OF ABSENCE

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔سید خورشید احمد شاہ صاحب نے اطلاع دی ہے کہ وہ سعودی عرب تشریف لے گئے ہیں ۔ اس لئے مورخہ ۸ تا 24 مارچ اجلاس میں شرکت نہیں کرسکیں گے ۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں ۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ جناب آفتاب شعبان میرانی صاحب وزیر دفاع نے اطلاع دی ہے کہ وہ ابوظہبی چلے گئے ہیں اس لئے مورخہ 19 تا 22 مارچ اجلاس میں شرکت نہیں کرسکیں

گے ۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ میجر جنرل ریٹائرڈ نصیر اللہ خان بابر وزیر داخلہ اسلام آباد سے باہر ہیں اس لئے آج مورخہ 20 مارچ کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکیں گے ۔ جناب ملک فرید اللہ خان صاحب آن پوائنٹ آف آرڈر۔

ملک فرید اللہ خان۔ جناب وزراء کو رخصت نہیں دی جاتی ۔ وہ صرف ایک اطلاع ہوتی ہے ۔ ---

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ جی ۔ وہ صرف اطلاع ہے ۔ رخصت نہیں ہے ۔ شرکت کرسکیں گے ۔

Sorry. Thank you very much.

Item No.2, Syed Muhammad Fazal Agha.

(Report on the Functional Committee on Government Assurances)--laid

Syed Muhammad Fazal Agha: Thank you Mr. Chairman.

I beg to present report of the Functional Committee on Government Assurances regarding the implementation of the assurances given by the Government on the floor of the House during 30th, 45th, 46th, 47th and 51st Sessions of the Senate.

Mr. Deputy Chairman: Report stands presented.

Item No.3, Makhdoom Syed Hamid Raza Gillani.

(Motion Under Rule 171(1) For Condonation of Delay.)

Makhdoom Syed Hamid Raza Gillani: Sir, I beg to move that under sub-rule (1) of Rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business

in the Senate, 1988, delay in the presentation of report of the Standing Committee on the Bill further to amend the Federal Employees Benevolent Fund and Group Insurance Act, 1969 [The Federal Employees Benevolent Fund and Group Insurance (Amendment) Bill, 1994], be condoned till today.

Mr. Deputy Chairman: It has been moved by Makhdoom Syed Hamid Raza Gillani that under sub-Rule (1) of Rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, delay in the presentation of report of the Standing Committee on the Bill further to amend the Federal Employees Benevolent Fund and Group Insurance Act, 1969 [The Federal Employees Benevolent Fund and Group Insurance (Amendment) Bill, 1994].

(The motion was adopted)

Mr. Deputy Chairman: The delay stands condoned. Item No. 4, Makhdoom Syed Hamid Raza Gillani:

(Report of the standing Committee Re: Federal Employees Benevolent Fund Act.)

Makhdoom Syed Hamid Raza Gillani: Sir, I beg to present report of the Standing Committee on the Bill further to amend the Federal Employees Benevolent Fund and Group Insurance Act, 1969 [The Federal Employees Benevolent Fund and Group Insurance (Amendment) Bill, 1994.]

Mr. Deputy Chairman: The report stands presented. Item no.5.

(Motion Under Rule 171(1) For Condonation Of Delay).

Dr. Muhammad Rehan: I beg leave to move that under sub-rule (1) of Rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988,

delay in the presentation of report of the Standing Committee on the issue raised in the Adjournment Motion moved by Senator Prof. Khurshid Ahmed regarding "increase in the prices of drugs", be condoned till today.

Mr. Deputy Chairman: It has been moved by Dr. Muhammad Rehan that under sub-rule (1) of Rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, delay in the presentation of report of the Standing Committee on the issue raised in the Adjournment Motion moved by Senator Prof. Khurshid Ahmed regarding "increases in the prices of drugs", be condoned till today.

(motion was carried.)

Mr. Deputy Chairman: The delay stands condoned. Item No.6, Dr. Muhammad Rehan.

Report Of The Standing Committee Re:(Increase In The Prices Of Drugs)---laid.

Dr. Muhammad Rehan: I present the report of the Standing Committee on the issue raised in the Adjournment Motion moved by Senator Prof. Khurshid Ahmed regarding "increases in the prices of drugs.".

Mr. Deputy Chairman: The report stands presented. Item No.7, Prof. N. D. Khan Sahib.

(OODINANCES)----LAID.

Prof. N.D. Khan: Mr. Chirman, with the permission of the Chair I beg to lay before the Senate the following Ordinances as required by clause (2) of Article 89 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan:-

1. The Criminal Law (Amendment) Ordinance, 1995 (XV of 1995).

2. The Antinarcotics Force Ordinance, 1995 (XVII of 1995). Thank you sir.

FURTHER DISCUSSION ON THE PRESIDENTS ADDRESS

Mr. Deputy Chairman: Ordinances stand laid. Now the item which is to be discussed is item No.8, the President's Address. I have got the list.

جناب آفتاب احمد شیخ: جناب میں نے کل کے لئے عرض کیا تھا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ کو میں نے Chamber میں سن لیا ہے۔ آپ نے درست فرمایا ہے جی۔

Jam Kararuddin was on his legs. Please the floor is with you now, Jam Sahib.

Jam Kararuddin: I had completed my speech.

Mr. Deputy Chairman: You have completed your speech. Then Yahya Bakhtiar, absent, Prof. Khurshid Sahib, absent, Mr. Shahzad Gul Sahib, absent, Mrs. Nasreen Jalil Sahiba, she is also not present today, Mr. Waqar Ahmed Khan, absent, Aitzaz Ahsan Sahib, I think he is also absent today, Miss Fiza Junejo. The floor is with Miss Fiza Junejo.

مس فضہ جونیجو: چیئرمین صاحب! آج میں صدر صاحب کی تقریر پر بحث میں حصہ لے رہی ہوں جناب پارلیمنٹ سے صدر کا خطاب ایک آئینی requirement ہے جس کو پورا کرنے کے لئے صدر صاحب نے ۱۴ نومبر کو پارلیمنٹ سے خطاب کیا۔

Mr. Deputy Chairman: Please be attentive and order in the House. I would request every member. Let the lady continued.

چوہدری محمد انور بھنڈر: سر میں Point of Order کے ذریعے یہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ محترمہ فضا جونیجو تقریر کر رہی ہیں اور ادھر کانفرنس ہو رہی ہے۔

Mr. Deputy Chairman: No, but you should let her speak because you all are busy and she stopped her speech.

جی محترمہ صاحبہ۔

محترمہ فضہ جونیجو: O.K.Sir. میں یہ کہہ رہی تھی کہ پارلیمنٹ سے صدر کا خطاب ایک آئینی requirement ہے صدر کا خطاب دراصل حکومت کی تمام policies اور منصوبوں پر ایک جائزہ ہوتا ہے اس لئے ان کا خطاب نہایت ہی تفصیلی detailed تھا۔ اس خطاب کے دوران ایوان میں جو کچھ ہوا اب اس پر میں کوئی تبصرہ کرنا نہیں چاہتی ہوں میں۔ صرف یہ کہوں گی کہ اس روز یہاں پر جو ہوا وہ نہایت افسوسناک تھا اور نہیں ہونا چاہیئے تھا۔ خدا کرے کہ پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں آئندہ اس قسم کی کوئی صورتحال دیکھنے میں نہ آئے۔ جناب چیئرمین! جہاں تک صدر کے خطاب کا تعلق ہے انہوں نے نہایت ہی اہم امور کی طرف پارلیمنٹ کی توجہ دلائی اور ملک کو درپیش مسائل کی بطریق احسن نشاندہی کی۔ اب یہ پارلیمنٹ کے ممبران اور حکومت کا فرض ہے کہ ان امور پر توجہ دے۔ اگر ہمیں پاکستان کو مضبوط اور خوشحال مملکت بنانا ہے تو پھر قوم کو ایک فعال، بامقصد پروگرام دینا ہو گا جس کی آج بے حد ضرورت ہے۔ جناب چیئرمین! یہ تب ہی ممکن ہے جب ہم لسانی، گروہی اور سیاسی تعصبات سے بالا تر ہو کر ملک اور قوم کے لئے سوچیں گے۔ اگر ہمارا انداز فکر تعمیری ہے تو پھر ممکن ہے کہ ہم اس ملک کو developed countries کی صف میں کھڑا کرسکیں گے۔

جناب چیئرمین! جہاں تک صدر صاحب کی تقریر کا تعلق ہے انہوں نے بہت سے اہم امور کی طرف پارلیمنٹ کی توجہ دلائی۔ میں ان میں سے صرف چند ایک پر بات کروں گی جن کا براہ راست عام آدمی سے واسطہ پڑتا ہے۔ اس میں سب سے بڑا مسئلہ مہنگائی کا ہے۔ چیئرمین صاحب! ہمیں یہ بات تسلیم کرنی پڑے گی کہ حکومت نے پچھلے ایک ڈیڑھ سال کے دوران اس ضمن میں جو بھی منصوبہ بندی کی ہے اس کا immediate relief عام آدمی کو نہیں پہنچا۔ ہمیں یہ بات بھی تسلیم کرنی پڑے گی کہ روز مرہ استعمال کی چیزوں کی قیمتیں دن بدن بڑھتی ہی جا رہی ہیں۔ اب ہم لوگوں کے پیٹ صرف تقریروں یا اخباری بیانوں سے نہیں بھر سکتے۔ انہیں سستا آٹا، سستی دالیں اور سستا گھی چاہیئے۔ جناب چیئرمین! ایک عام آدمی جو کہ گاؤں کا رہنے والا ہے، وہ نہیں

سمجھتا ہے کہ انٹرنیشنل مارکیٹ میں اس وقت چیزوں کی قیمتیں بڑھ گئی ہیں۔ وہ تو صرف یہ دیکھتے ہیں کہ ہم ایک روپے کی چیز لیتے تھے اب وہ دو روپے میں ملنے لگی ہے، جو چیز ہم دو روپے کی لیتے تھے وہ اب چار روپے کی ملنے لگی ہے۔ اس سلسلے میں حکومت کو میری ایک تجویز ہو گی کہ وہ زراعت کے شعبے پر سب سے زیادہ توجہ دے۔ کہنے کو ہم ایک زرعی ملک ہیں لیکن ہم کس قسم کا زرعی ملک ہیں۔ ہم گندم باہر سے منگواتے ہیں، ہم گھی بنوانے کے لئے سویا بین آئل باہر سے منگواتے ہیں، ہم کروڑوں روپے کا خشک دودھ باہر سے منگواتے ہیں، دالیں باہر سے آتی ہیں، کھاد، زرعی آلات وغیرہ باہر سے آتے ہیں اور پھر بھی ہم اپنے آپ کو زرعی ملک کہتے ہیں۔ میرے خیال میں یہاں پر موجود کافی لوگ اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ عام زمیندار کو اس کی لاگت کے مطابق اس کی فصل کا معاوضہ نہیں ملتا۔

جناب چیئرمین! زراعت کے سلسلے میں میری سب سے پہلی تجویز یہ ہو گی کہ اس شعبے کو صحیح معنوں میں صوبائی شعبہ بنایا جائے۔ کہنے کو تو یہ ایک صوبائی شعبہ ہے لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس کے متعلق بڑے بڑے امور وفاقی حکومت کے پاس ہیں۔ وفاقی حکومت ہی باہر سے چیزیں امپورٹ ایکسپورٹ بھی کرتی ہے۔ یہاں تک کہ اگر ایک عام زمیندار یا ایک عام آدمی کو چار بھینسیں بھی ملک سے باہر بھجوانی ہوں یا باہر سے منگوانی ہوں تو اس کے لئے بھی اسے اسلام آباد آنا پڑتا ہے۔ اب اسلام آباد کے قریب قریب کے علاقے کے لوگوں کے لئے تو آسانی ہے۔ وہ پہنچ سکتے ہیں، لیکن ہمارے لئے جس علاقے سے میرا تعلق ہے، وہ دور دراز کا علاقہ ہے اور ہمارے لوگوں کے لئے its like a dream to visit Islamabad یہی حال اکثر علاقوں کا ہے۔ کھاد وغیرہ بھی وفاقی حکومت ہی امپورٹ کرتی ہے اور پھر وہ صوبائی حکومتوں کو دی جاتی ہے۔ بعض اوقات کھاد وقت پر نہیں پہنچتی۔ جناب چیئرمین! وفاقی حکومت جتنی بھی گرانٹ صوبائی حکومتوں، کو دینا چاہے وہ ان کو وقت پر دے دے تا کہ وہ اس کا صحیح طور پر استعمال کر سکیں۔

جناب چیئرمین! زراعت کے معاملے میں میری دوسری تجویز یہ ہے کہ ہر صوبے میں اس صوبے کے حالات اور موسموں کے مطابق زرعی انسٹیٹیوٹ کھولے جائیں جیسا کہ بعض جگہوں پر پہلے ہی موجود ہیں۔ لیکن میں اس زرعی انسٹیوٹ کی بات کر رہی ہوں جس طرز کا اسلام آباد میں پاکستان ایگریکلچرل ریسرچ انسٹوٹ ہے۔ اب اس انسٹیٹوٹ کے اندر heavy employment ہے

لوگ ہیں۔ یہاں ان چیزوں پر ریسرچ ہوتی ہیں جو یہاں پر اگائی highly tehnically qualified نہیں جاتیں۔ مثال کے طور پر چاول، کپاس اور بعض پھل وغیرہ۔ ان پر artificial atmosphere بنا کر ان کو اگایا جاتا ہے۔ اس انسٹیوٹ کا صوبوں کو فائدہ نہیں ہے اگر اس طرح کے چھوٹے انسٹیوٹ صوبوں میں ہوں تو وہاں پر علاقے کے لوگوں کو، ہاری کو، مزارعے کو، وہاں کے زمیندار کو زیادہ فائدہ پہنچے گا۔

جناب چیئرمین! ایک خاتون رکن پارلیمنٹیرین ہونے کے ناطے میں اپنا فرض سمجھتی ہوں کہ صدر صاحب نے جو خواتین کے متعلق کہا اس پر میں اپنے خیالات کا اظہار کروں۔ جناب چیئرمین، صدر صاحب نے کہا کہ مفت قانونی امداد مہیا کرنے کے انتظامات کئے جائیں گے۔ خواتین کے لئے الگ پولیس فورس قائم کی گئی ہے۔ اور خاتون جج اعلیٰ عدالتوں میں مقرر کی گئیں ہیں۔ اب جناب عورتوں کے تحفظ کے لئے یہ اقدامات کافی نہیں ہیں۔ عورتوں کو اندرون خانہ بھی تحفظ چاہیئے، عورتوں کو بیرون خانہ بھی تحفظ چاہیئے، عورتوں کو سماجی برائیوں سے بھی تحفظ چاہیئے۔ ہمارے معاشرے کی برائیوں کی وجہ سے خواتین کی زندگی عذاب بن جا تی ہے۔ ان کو پیار اور محبت کی بجائے نفرتوں اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہ معاشرے کو سوچنا ہوگا کہ اس قسم کا ماحول پیدا کیا جائے کہ ایک عورت باعزت زندگی بسر کر سکے۔ جہاں تک سماجی برائیوں کا تعلق ہے اس سے میری مراد وہ رسومات ہیں جن کی زد میں مرد کی بہ نسبت عورتیں زیادہ آجاتی ہیں۔ ہمارے معاشرے میں لالچ بہت بڑھ گیا ہے۔ جناب چیئرمین! آپ نے دیکھا ہوگا کہ ازدواجی زندگی میں خواتین کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ بے شمار شادیاں ناکام ہوتی ہیں اور مسائل کھڑے ہوتے ہیں، چولہے سے آگ لگ جانا، یا زندہ عورت کا جل جانا، اکثر پڑھنے اور سننے میں آیا ہے۔ ہمیں اس کا تدارک کرنا ہوگا۔ خواتین معاشرے میں اپنا تحفظ چاہتی ہیں۔ ایک جیتی جاگتی عورت چولھے کے آگے جل جائے یا جلا دی جائے اس کا معاشرے اور حکومت وقت کو سدباب کرنا ہے۔ جناب عورت جرائم سے تحفظ چاہتی ہے۔ ایک تو جرائم عام ہیں، ایک جرائم خاص عورتوں کے خلاف ہیں۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بے شمار خواتین ناکام شادیوں اور بچوں کے مسائل سے دوچار ہوتی ہیں۔ عدالتوں کے چکروں میں ان کو سالوں سال گزر جاتے ہیں۔ بے عزتی، بدنامی الگ ہوتی ہے اور اخراجات الگ ہوتے ہیں۔ جس کا میرے خیال میں کوئی بھی اکیلی عورت متحمل نہیں ہوسکتی اور اس طرح

عورت والدین پر بوجھ بن جاتی ہے، اور ایک طرح سے مشکل زندگی گزارتی ہے۔ ایک عدالت سے مقدمہ جیتنے کے بعد دوسری اور تیسری اور پھر اس کے بعد یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے اور مقدمہ سالوں سال ختم ہونے کو نہیں آتا۔ جناب وقت کی ضرورت ہے کہ خواتین کے متعلق اس قسم کے جو بھی کیس ہیں ان کو تمام سطحوں پر چھ مہینے کے اندر اندر نمٹا دیا جائے۔ تاکہ عورت اپنی بقیہ زندگی آرام سے گزار سکے۔ کیونکہ صرف قانونی امداد سے مسائل حل نہیں ہوتے۔

جناب چیئرمین! ہمارے ملک کی آدھی سے زیادہ آبادی خواتین پر مشتمل ہے لیکن منتخب اداروں میں ان کی نمائندگی نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس طرح پاکستانی سیاست میں اور امورِ مملکت میں خواتین کی نمائندگی ایک طرح سے ختم ہو کر رہ گئی ہے۔ عورتوں کی سپیشل سیٹس کو amendment کے ذریعے بحال ہونا چاہیئے۔ تاکہ عورتیں بھی امورِ مملکت میں اور ملکی سیاست میں مثبت کردار ادا کر سکیں۔ چیئرمین صاحب! آپ نے دیکھا ہو گا کہ اب خواتین تعلیم کے میدان میں پیچھے نہیں ہیں اور کافی تعلیم یافتہ خواتین ہمیں نظر آتی ہیں، لیکن ان کے لئے سوائے محکمہ تعلیم یا health department کے اور کہیں پر کوئی گنجائش نہیں ہوتی، نتیجہ یہ ہے کہ ۹۹ فیصد سرکاری ملازم مرد حضرات ہیں، میری یہ تجویز ہو گی کہ عورتوں کے لئے service میں ابتدائی طور پر کوٹہ مقرر کیا جائے تاکہ وہ بھی مردوں کے شانہ بشانہ کام کر سکیں۔ عورتوں کو تعلیمی مواقع دینے چاہیئں جو کہ ہمارے معاشرے کی پابندیوں کی وجہ سے ان کو حاصل نہیں ہیں۔ اس subject کے آخر میں، میں یہ کہوں گی کہ اس میں شک نہیں ہے کہ حکومت نے خواتین کی بہبود کے لئے الگ women division قائم کر رکھا ہے لیکن خواتین کو ابھی تک اس کی افادیت کا اس قدر علم یا احساس نہیں ہے یا تو یہ وسائل کی کمی کی وجہ سے ہے یا پھر اس کی proper اشاعت نہیں ہو پا رہی، میں حکومت سے کہوں گی کہ آپ اس کو مزید فعال بنائیں اور اس کی طرف توجہ دیں۔ چیئرمین صاحب، میرا دوسرا موضوع ہے تعلیم۔ صدر صاحب نے اپنے خطاب میں کہا کہ ہمارے ملک میں شرح خواندگی ۲۷ فیصد ہے اور مزید schools کھولیں جائیں گے۔ اب جناب جبکہ دنیا کے دوسرے ممالک میں شرح خواندگی ۱۰۰ فیصد ہو چکی ہے، اپنا literacy rate سن کر ہماری گردن شرم سے جھک جاتی ہے، ہمیں اپنا شرح خواندگی بڑھانی چاہیئے اور مزید schools کھولنے چاہیئں لیکن ہمیں تعلیم کے لئے مزید اقدامات کرنے کی بھی ضرورت ہے۔ ہمارے ملک میں دسویں جماعت پاس یا F.A. فیل کی بھرمار ہے، students کے لئے کوئی رہنمائی نہیں ہے، کیونکہ ان کو proper guidance نہیں ہے وہ اپنے لئے آسانی پیدا کر لیتا ہے لکھنا پڑھنا تو سیکھ لیتا ہے، لیکن وہ اس دور کا

تعلیم یافتہ فرد نہیں کہلا سکتا ۔ ہمارے ہاں کوئی proper منصوبہ بندی نہیں ہے ' میں منصوبہ بندی اس کو کہہ رہی ہوں کہ آپ نے developed conutries میں دیکھا ہو گا کہ educational institutes میں councillors ہوتے ہیں وہ students کے ساتھ بیٹھتے ہیں اور ان کو judge کرتے ہیں کہ اس کو کیا major دینا چاہیئے ۔ اس قسم کی اگر کوئی چیز یہاں ہو تو اس سے students کو رہنمائی حاصل ہو گی ۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ حکومت کی سطح پر منصوبہ بندی کر کے ملکی ضرورت کے مطابق تعلیم دی جائے تا کہ ہم عصر حاضر کے تعلیم یافتہ فرد کہلا سکیں۔ جناب ہمارے institutes میں ایک اور problem ہے ' ہمارے پاس discipline کا فقدان ہے' آئے دن institutions میں لڑائی جھگڑے ہوتے ہیں ' آپ اس بارے میں خود جانتے ہیں' اس کو اگر اس سٹیج پر control نہ کیا گیا تو پھر آگے چل کر بہت زیادہ مشکلات پیدا ہو جائیں گی ۔ چیئرمین صاحب' پرانے وقتوں میں یہ ہوتا تھا کہ طالب علم کو پڑھنے کا شوق تھا اور اساتذہ کو پڑھانے کا شوق ' اب نہ اساتذہ کو پڑھانے کا شوق ہے اور نہ طالب علم کو پڑھنے کا شوق ہے 'سکول میں ٹیچرز اپنا وقت پورا کرنے آتے ہیں اول تو آتے ہی نہیں ہیں ' اساتذہ آتے ہیں تو صرف وقت پورا کرنے انہیں students کو پڑھانے کا شوق نہیں ہوتا۔ جناب ہمیں اپنی درس گاہوں کو مثالی بنانا ہو گا ' اساتذہ میں طالب علم کو پڑھانے کا شوق پیدا کرنا ہو گا ' اس کے لئے میرے خیال میں best students اور best teachers کے لئے high classes میں proper policy کے تحت وظائف مقرر کیے جائیں تو اس سے مقابلے کا رجحان بڑھے گا اور ہم بہتر students اور بہتر ٹیچرز پیدا کر سکیں گے صدر صاحب نے کہا کہ تعلیم کا معیار تکلیف دہ حد تک گر گیا ہے ' اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ کیوں ہوا ہے ؟ میرے خیال میں سفارشی بھرتی اس کی ذمہ دار ہے ' ہم اساتذہ کو بھرتی کرتے وقت میرٹ کو نظر انداز کر دیتے ہیں اور سفارش کو مد نظر رکھتے ہیں ۔ جس کی وجہ سے ہمیں معیاری اساتذہ دستیاب نہیں ہوتے ۔ اس پر مل جل کر کام ہو سکتا ہے۔ جناب والا' یہ جو educational institutions ہیں ان میں حکومت کا کنٹرول کمزور ہوتا جارہا ہے ملک میں پرائیویٹ اسکولوں اور کالجوں کی بھر مار ہے یہ اچھی بات ہے کہ ان اداروں نے سرکاری درسگاہوں سے بوجھ کم کیا ہے' لیکن ان کی فیسیں بہت زیادہ ہیں۔ اتنی فیسیں غریب آدمی برداشت نہیں کر سکتا' یہ شروع کے سالوں میں ہی ہزاروں روپے فیس لیتے ہیں ۔ حکومت کو چاہیئے کہ وہ فیسوں کے ان بڑھتے ہوئے رجحان پر قابو پائے ۔ ایک اور مسئلہ ہمارے ان اداروں میں بہت اہم ہے ' وہ یہ کہ تعلیم میں سیاست ملوث ہو گئی ہے ۔ میں یہ کہوں گی کہ ہمیں اپنے طالبعلموں کو سیاست سے بچانا چاہیئے 'ان کو تعلیم حاصل کرنے کا موقع ملنا

چاہیئے ایسی کافی تنظیمیں ہیں جو طالبعلموں کے لئے کام کرتی ہیں ۔ پھر جو اچھے شاگرد ہیں وہ سیاست میں ملوث ہو کر تعلیم کو نظر انداز کر دیتے ہیں اور ایک پیشہ ور طالبعلم بن کر سیاست کرتے ہیں جو کہ سیاست کے اصولوں کے سرا سر منافی ہے ۔ جناب والا، میں اپنے لیڈروں سے اپیل کروں گی کہ بچوں کو اس چیز سے بچائیں ان کو پڑھنے دیا جائے تو وہ بہتر سیاست بھی کر سکیں گے ورنہ جو ہماری دوسری نسل آئے گی وہ بھی شور شرابے میں اپنا وقت گزار دے گی ۔

جناب چیئرمین! اب میں صحت کے متعلق بات کروں گی، جیسا کہ صدر صاحب نے کہا کہ صحت کے لئے بجٹ میں چالیس فیصد اضافہ کیا گیا ہے ۔ یہ بہت اچھی بات ہے لیکن محض بجٹ میں اضافہ کرنے سے بات نہیں بنتی کیونکہ اس شعبے کا براہ راست تعلق کروڑوں عوام سے ہے ۔ اس لئے اس کی کارکردگی کا بغور مطالعہ کرنا ہوگا ۔ بہت ہی افسوس کے ساتھ یہ بات کرنا پڑتی ہے کہ وفاقی حکومت یا ہماری صوبائی حکومتوں کے پاس کوئی واضح ہیلتھ پالیسی نہیں ہے محض hospitals بنا دینا یا وہاں پر ڈاکٹروں کو تعینات کر دینا کوئی پالیسی نہیں ہے ۔ بڑھتی ہوئی آبادی جدید علاج کی سہولتیں اور پیچیدہ بیماریوں کے پیش نظر ہمیں واضح ہیلتھ پالیسی کی ضرورت ہے ۔ میں وفاقی حکومت سے اور صوبائی حکومتوں سے اپیل کروں گی کہ آپ اپنے نمائندوں کے مشوروں کے ساتھ ایک واضح اور جامع ہیلتھ پالیسی تشکیل دیں ۔ جناب چیئرمین، یہ specialist ڈاکٹروں کا دور ہے اور ان کی فیسیں بہت زیادہ ہیں اس پر بھی حکومت کو توجہ دینی چاہیئے کیونکہ غریب آدمی یہ afford نہیں کرسکتا کہ وہ اتنی فیسیں دے ۔ جس کی بنا پر اس کو یہ سہولت حاصل نہیں ہے ۔ جناب والا، ایک اور مسئلہ جو ہم دیہاتی لوگوں کے لئے بہت اہم ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں دیہی علاقوں میں سابقہ سالوں میں کافی hospitals بنے ہیں، لیکن ان hospitals میں ڈاکٹر موجود نہیں ہیں اگر کسی کی وہاں پر appointment ہو بھی جاتی ہے تو وہ دیہی علاقہ ہونے کی وجہ سے وہاں پر جانے کے لئے تیار نہیں ہوتا ۔ اور وہ ڈاکٹر شہر میں بیٹھ کر تنخواہ لیتا ہے ۔ میرے خیال میں یہاں پر جتنے ساتھی دیہاتی علاقے کے ہیں ان سب کو یہ مسئلہ درپیش ہو گا ۔ پھر وہ ڈاکٹر مریضوں کو تنگ کرنا شروع کرتے ہیں کہ وہ اثر و رسوخ والے بندے کو کہہ کر میری یہاں سے بدلی کرا دیں اور پھر یہی ہوتا ہے کہ ایک جاتا ہے

دوسرا آتا ہے اور وہ مریضوں کو صحیح attend نہیں کرتے اس پر بھی گورنمنٹ کو توجہ دینی چاہئیے ۔ ایک اور اہم مسئلہ جو اس شعبے میں ہے وہ یہ ہے کہ ہمیں بازار سے صحیح دوائیں حاصل نہیں ہوتیں جعلی دوائیں ملتی ہیں اکثر دیکھا گیا ہے کہ علاج موثر نہیں ہوتا ۔ وجہ یہ ہے کہ مارکیٹ میں صحیح دوائیں دستیاب نہیں ہیں ۔ جناب والا اگر اس کا سد باب نہ کیا گیا تو یہ صحت عامہ سے کھیلنے کے مترادف ہوگا اس طرح مستقبل قریب میں کوئی بھی صحت مند نظر نہیں آئے گا ۔ عام میڈیکل سٹورز پر پڑتال کی ضرورت ہے ۔چیئر مین صاحب ہمارے معاشرے میں غیر مستند ڈاکٹرز ہیں ۔ ایک تو وہ ہیں جن کی بالکل تعلیم نہیں ہے لیکن وہ بھی بیٹھ کر علاج کر رہے ہوتے ہیں اور دوسرے ریٹائرڈ ڈسپنسرز دیہاتی علاقوں میں دکان کھول لیتے ہیں اور وہاں پر دوائی دیتے ہیں اور ٹیکے لگاتے ہیں ۔ ان کو کنٹرول کرنے کے لئے drug inspectors ہیں لیکن وہ بھی خاطر خواہ ان پر کوئی کنٹرول نہیں کر سکے اب ہم شہروں کی طرف آتے ہیں ۔ بڑے شہروں میں بڑھتی ہوئی آبادی کے لئے ہسپتال ناکافی ہو چکے ہیں ۔ ان کی مرمت بھی درست طریقے سے نہیں ہو رہی ہے ۔ فرش ٹوٹے ہوئے ہیں ۔ مریض برآمدے میں پڑے ہوئے ہیں ۔ ہیٹرز خراب ہیں ۔ ائیرکنڈیشنرز کام نہیں کر رہے ہیں ۔لاہور کا میو ہسپتال جو کہ ایک مثالی ہسپتال ہوتا تھا اب ویسا نہیں رہا ۔ سروسز ہسپتال کا بھی یہی حال ہے ۔ کم و بیش کراچی کے ہسپتالوں کا حال بھی ایسا ہی ہے ۔ اگر ان ہسپتالوں میں توسیع ممکن نہیں ہے لیکن کم ازکم ان کی مرمت تو کی جائے تاکہ لوگ ان سے فائدہ حاصل کر سکیں ۔ جناب چیئر مین صاحب میں مختصر کرتی ہوں ۔ جو ڈاکٹرز پرائیویٹ پریکٹس کر رہے ہیں ۔ اس پر حکومت توجہ دے کیونکہ وہ ہسپتال کے مریضوں پر کم توجہ دیتے ہیں اور اپنے کلینک کے مریضوں پر زیادہ توجہ دیتے ہیں ۔ جناب طب کا میدان بہت آگے نکل چکا ہے اور اس میں ہائی ٹیکنالوجی آ چکی ہے ۔ جو لوگ خرچ برداشت کر سکتے ہیں وہ باہر کے ملکوں میں جا کر اپنا علاج کروا آتے ہیں لیکن ہمارے عام عوام کو یہ سہولت میسر نہیں ہے ۔ اب بہت عرصے کے بعد اگر کوئی مشین ہمارے ہسپتال میں آتی ہے تو وہ miss handling سے خراب ہو جاتی ہے ۔ میں یہ کہوں گی کہ حکومت کو بڑے ہسپتالوں میں مشینیں مہیا کرنی چاہیئں اور وہاں پر trained persons کو لگانا چاہیئے ۔ اگر ہمارے ملک میں فنی تعلیم میسر نہیں ہے تو باہر کے ملک بھیج کر ان کو فنی تعلیم دلوانی چاہیئے اور proper staff لگائیں تاکہ عوام ان سے فائدہ حاصل کر سکیں ۔ یہ کوئی بہت مہنگی چیز نہیں

ہے یہ کی جا سکتی ہے۔ کیونکہ ہم اس سے مہنگے کام کر رہے ہیں۔ اس میں ہمیں صرف proper planning کی ضرورت ہے۔ چیئرمین صاحب جہاں تک علاج اور دوائیوں کا تعلق ہے۔ صحت کے لئے صفائی بھی ضروری ہے۔ ہمیں یہ بھی خیال رکھنا چاہیئے کہ ہمارا ماحول صاف ہو کیونکہ یہ بھی بیماری کا سبب بنتا ہے۔ اس میں میرا خیال ہے کہ الیکٹرانک میڈیا ایک اچھا کردار ادا کر سکتا ہے۔ اگر دو تین منٹ کی ایک فلم دکھائی جائے۔ جس میں یہ بتایا جائے کہ صفائی نہ کرنے سے کیا خرابیاں ہوتی ہیں؟ اور اگر صفائی رکھی جائے گی، اور بنیادی تدابیر اختیار کی جائیں گی تو اس سے عام عوام کو بہت فائدہ ہو گا۔ یہ اگر ہر روز ٹی۔وی پر دو تین منٹ کی فلم دکھائی جائے یا اس کو ایک دن چھوڑ کر دکھائی جائے اور آسان زبان بھی ہو۔ تو پھر awareness آ جاتی ہے۔ میں نے دیہاتوں میں خود دیکھا ہے کہ لوگ یہ بات discuss کر تے ہیں کہ آپ نے ٹی۔وی پر نہیں دیکھا کہ یہ سنایا گیا تھا تو اس سے awareness ضرور آئے گی اور دو چار ماہ میں آپ فرق محسوس کریں گے کہ لوگوں کو معلوم ہے کہ گندگی سے کیا ہوتا ہے اور صفائی سے کس طرح زندگی بہتر گزرتی ہے۔ ماحول سے متعلق آج کل ٹی۔وی پر ایک فلم دکھائی جا رہی ہے۔ اس میں کبھی پانی نظر آتا ہے، آسمان نظر آتا ہے، پرندے اڑ رہے ہوتے ہیں، زمین نظر آتی ہے اور اس کے back ground میں گانا بج رہا ہوتا ہے۔ جناب چیئرمین صاحب، مجھے کافی عرصے تک اس کی سمجھ نہیں آئی کہ یہ کیا کہنے کی کوشش کر رہے ہیں؟ میں نے سمجھا کہ یہ ایسے ہی قانون قدرت دکھا رہے ہیں کہ ایسے زمین بنی تھی، ایسے آسمان بنا تھا تو ہمارے ملک کی آبادی جو کہ ساٹھ ستر فی صد غیر تعلیم یافتہ لوگ ہیں۔ ان کو اس چیز کی کیا سمجھ آئے گی؟ ہمیں وہ زبان استعمال کرنی چاہیئے جو کہ ہماری اکثریت سمجھ سکے۔

جناب چیئرمین صاحب! میں اب آخر میں امن و امان کی حالت کے بارے میں میں آپ کے دو چار منٹ لوں گی۔ اب اس وقت جو ملک میں امن و امان کی صورت حال ہے۔ وہ تشویش ناک ہے۔ یہ کسی ایک حصے میں نہیں رہ گئی۔ بلکہ کراچی سے لے کر فرنٹیئر کی آخری حدود تک پہنچ گئی ہے۔ یہ قومی معاملہ بن گیا ہے۔ کراچی کے حالات تو بہت ہی خراب ہیں۔ اس میں ہمیں آپ کی رائے کی ضرورت ہے۔ میں حکومت سے کہوں گی کہ آپ قومی لیڈران کو بلائیں۔ ساری سیاسی جماعتوں کے قائدین کو بلائیں۔ ان کو اپنے ساتھ بٹھائیں اور قومی اتفاق رائے سے اس بہت بڑے مسئلے کا حل نکالیں۔ ہمارے سیاسی پارٹیوں کے ورکرز ملک کے

کونے کونے میں موجود ہیں۔ بعض جگہ کسی پارٹی کے ورکرز ہیں، بعض جگہ کسی اور پارٹی کے ورکرز ہیں۔ اگر آپ سب کو ملا کر بٹھائیں گے تو قوم آپ کو response کرے گی۔ اس لئے بہت فرق پڑے گا۔ صرف یہ کہہ دینا کہ باہر کا ہاتھ ہے اور مختلف چیزیں اس میں ملوث ہیں یہ بالکل صحیح ہے لیکن آپ نے یہ دیکھ لیا ہوگا کہ آپ اکیلے اس سے نمٹنے کے قابل نہیں ہیں۔ آپ ان چیزوں کو کنٹرول کرنے میں کامیاب نہیں ہوئے ہیں۔ تو پھر آپ سب کو ساتھ بٹھائیں۔ آپ بہتر فورس ثابت ہوں گے، جب سب مل جل کر اس چیز کو سنبھالیں گے۔

چیئرمین صاحب! ہماری حکومتیں ماضی میں اس طرح کرتی آئیں ہیں کہ جب بھی کوئی معاملات ہوئے تو اس میں قومی اتفاق رائے لیا گیا ہے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ اگر ہم بہت پیچھے نہ بھی جائیں، چند سال پہلے جونیجو صاحب کی حکومت کے وقت جب Ganeva accord کا معاملہ سامنے آیا تو انہوں نے محسوس کیا کہ یہ معاملہ مجھ ایک کا معاملہ نہیں ہے۔ یہ پوری قوم کا معاملہ ہے۔ اس لئے انہوں نے قومی لیڈران کو دعوت دی۔ جو پارلیمنٹ کے اندر تھے ان کو بھی بلایا اور جو پارلیمنٹ سے باہر تھے ان کو بھی بلایا۔ میرا خیال ہے کہ لیڈروں نے محسوس کیا کہ یہ آدمی سچائی سے بلا رہا ہے۔ انہوں نے response کیا اور وہ آئے۔ یہ معاملہ قومی اتفاق رائے سے حل ہوا۔ میں پورے وثوق سے کہہ سکتی ہوں کہ Geneva accord کو ملک کے کونے کونے کی حمایت حاصل ہے۔ ہمارے ایک ایک باشندے کی حمایت حاصل ہے کیونکہ ہمارے لیڈران وہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ چیئرمین صاحب! ہم قومی معاملات پر اسی طرح سے کانفرنسیں بلاکر کہتے ہیں کہ اس میں قوم کی رائے لے رہے ہیں۔ ہم روز روز کوئی ریفرنڈم نہیں کرا سکتے۔ معاملات تو اکثر پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ اس کے لئے ریفرنڈم نہیں ہوتا۔ یہی ریفرنڈم ہے کہ آپ لیڈران کو بلائیں اور ان کو اعتماد میں لیں۔ انہیں عزت دیں اور ان کی تجاویز کو response کریں۔ جناب، اگر حالات یہ رہے تو جمہوری اداروں کا مستقبل بھی خطرے میں ہے۔ ہمیں اس لئے مذاکرات کی راہ ہموار کرنی چاہئیے۔ جہاں تک جمہوریت کا تعلق ہے یا احساس ہے۔ کوئی ایک پارٹی جمہوریت کی دعویدار نہیں ہے۔ ہم سب کو جمہوریت کا احساس ہے۔ یہ معزز ممبران جو آج اپوزیشن میں بیٹھے ہیں۔ ان میں کئی وہ ارکان ہیں جنہوں نے ۸ سالہ طویل مارشل لاء سے ملک کو نکالنے میں اس وقت کے وزیراعظم کی مدد کی۔ یہ بخوبی جانتے ہیں کہ یہ کس قدر مشکل کام تھا۔ جو اس وقت کی لیڈر شپ نے کیا۔ اسی لیڈر شپ کی دانائی کی بدولت آج ہم ان ایوانوں میں بیٹھے

ہیں - لیکن جناب ' چونکہ انسان کی یادداشت کم ہوتی ہے اس لئے ہم بھول گئے ہیں کہ یہاں تک کیسے پہنچ گئے ہیں ؟

جناب ! جمہوریت کا پودا ابھی چھوٹا ہے - یہ ہم سے خود بھی روندا جا سکتا ہے - پھر کیا ہوگا - ہم تو بیرون ملک بھی جا سکتے ہیں - مصیبت میں کون مبتلا ہوگا ؟ یہ ملک ' یہ قوم ' یہ عوام جنہوں نے ہمیں منتخب کرکے ان ایوانوں میں بھیجا ہے - جنہوں نے ہمیں عزت دی ہے - جنہوں نے ہم پر بھروسہ کیا ہے - ہم ان کو مشکلات میں مبتلا کریں گے - جناب تھوڑی دیر کے لئے ایک سیاست دان بن کر نہیں بلکہ عوام بن کر سوچیں - وہ انسان جو سڑک پر پیدل چلتا ہے - جس کو پینے کے لئے صاف پانی نہیں ملتا - جس کے پاس رہنے کے لئے گھر نہیں ہے - جسے یہ پتہ نہیں ہے کہ آج مجھے ۲ وقت کی روٹی ملے گی یا نہیں ملے گی میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ اس تصور سے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں - اگر ہم یہ تصور نہیں کر سکتے جو کہ بہت ہی آسان ہے تو پھر ہمیں اپنے ضمیر سے پوچھنا چاہیئے - انسان کے اندر میرے خیال میں سب سے اہم چیز اس کا ضمیر ہے- میرے خیال میں کوئی بھی چیز انسان کے اندر ایسی نہیں ہےجیسا کہ ضمیر ہے- یہ خاص چیز ہے - یہ خاص نعمت پروردگار نے ہمارے اندر بنائی ہے-اگر ہم اپنے ضمیر سے پوچھیں تو وہ ہمیں بہت ہی صحیح guide کرے گا- اور ہمیں یہ ذاتی اختلافات بے معنی لگیں گے- immature لگیں گے-جناب ہم نے کسی سے نہیں پوچھنا صحیح سمت کیا ہے؟ صحیح سمت کا تعین کرنے کی صلاحیت ہم خود اپنے اندر رکھتے ہیں-آخر میں میں گورنمنٹ سے یہ کہوں گی کہ dialogue کی راہ ہموار کریں اگر آپ نے کوششیں کی ہیں- یقیناً آپ نے کی ہیں تو اور کریں- ممکن ہے یہ کوششیں کافی نہیں تھیں جو آپ نے اب تک کی ہیں-آپ اور کریں کیونکہ آپ کی ذمہ داری بنتی ہے -صرف اپوزیشن کے لئے اس قوم کے لئے ' اس ملک کے لئے 'اس young democracy کی بقا کے لئے-میں نے دیکھا تھا کہ جونیجو صاحب کو اس democracy کے لئے کیا محنت کرنی پڑی تھی-ان کو کتنے مہینے جاگنا پڑا تھا -خدرا اس کو داؤ پہ نہ لگائیں-ایسی لیڈر شپ مشکل سے پیدا ہوتی ہے -جو ملک اور قوم کو ان حالات سے نکالے- جو تحمل اور دانائی کا ثبوت دے- میں آخر میں یہی جملہ کہوں گی کہ ہمیں اپنی ذات سے بالاتر ہو کر سوچنا چاہیئے- شکریہ جی-

جناب ڈپٹی چیئرمین- فضہ بہت بہت شکریہ- جن مقرر کے نام میرے پاس لسٹ میں ہیں وہ سردار بشیر احمد خان ترین absent ' خلیل الرحمن کمانڈر absent ' سید احسان شاہ- آج

نہیں کریں گے ۔ اب اس طرف سے جی جناب۔ حاجی گل خان آفریدی۔

حاجی گل خان آفریدی۔ جناب چیئرمین صاحب! شکریہ 1994 میں تقریر کے لئے نام دیا تھا۔ شکر ہے 1995 میں نام آ گیا۔ جناب چیئرمین ! صدر پاکستان فاروق لغاری صاحب کے خطاب کے متعلق کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ جوکہ پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس کے لئے صدر پاکستان فاروق احمد خان لغاری صاحب سینٹ کے چیئرمین جناب وسیم سجاد صاحب اور قومی اسمبلی کے سپیکر جناب یوسف رضا گیلانی صاحب تینوں ایک ساتھ اسمبلی ہال میں تشریف لائے۔ قانون اور آئین کا احترام کرتے ہوئے جو parliamentarian احتراماً کھڑے ہوئے میں ان کو داد دیتا ہوں۔ حالانکہ ہونا چاہئے کہ سب کے سب احتراما کھڑے ہوجاتے کیونکہ صدر صاحب کے ساتھ سینٹ کے چیئرمین اور قومی اسمبلی کے سپیکر بھی تشریف لائے تھے۔ یہ احترام صرف صدر صاحب اور چیئرمین' سپیکر کا نہیں تھا ۔ بلکہ آئین اور قانون کا احترام تھا ۔ صدر صاحب نے ایسے خوب صورت لہجے میں تقریر شروع کی' ایسا معلوم ہوتا.....

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی جناب جام صاحب on point of order۔

سید محمد فضل آغا۔ اگر ان کو یہ تقریر گورنمنٹ کی طرف سے لکھ کر دی گئی ہے جو وہ پڑھ رہے ہیں۔ تو میری گزارش ہے.....

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ نہیں میں دیکھ رہا ہوں وہ نوٹ دیکھ رہے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں وہ نوٹ پڑھ رہے ہیں۔

سید محمد فضل آغا۔ نوٹ نہیں جی وہ پوری لکھی ہوئی تقریر ہے ۔ میں جام صاحب کی تائید کرتا ہوں۔

جناب رضا ربانی ۔ نوٹ کہاں ہیں جناب this is totaily unfair ۔

سید محمد فضل آغا ۔ خدا کے لئے رضا ربانی صاحب.....

Mr.Raza Rabbani- This is totally unfair-

(مداخلت)

حاجی گل خان آفریدی۔ (پشتو)

سید مسعود کوثر۔ چیئرمین صاحب! سر یہ professional point of order اٹھانے والوں کی ذرا حوصلہ شکنی کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ نہیں نوٹ ان کے پاس ہیں۔ اپنے نوٹ دیکھیئے جی۔

حاجی گل خان آفریدی۔ جناب چیئرمین میں ایک خط کے علاوہ ایک بات بھی کہنا چاہتا ہوں ہم سب آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ ہم independent member ہیں آزاد ممبر ہیں۔ بات یہ ہے کہ حزب اختلاف اور حزب اقتدار بھائی بھائی ہیں۔ بہت نزدیک ہیں۔ میں ان کو یہ کہتا ہوں کہ یہ ہمارا احترام نہیں تھا قانون کا احترام تھا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ چلئے اپنے notes دیکھئے۔ Please order in the House' جی حاجی صاحب۔

حاجی گل خان آفریدی۔ اچھا جناب۔ صدر صاحب نے ایسے خوبصورت لہجے میں تقریر شروع کی کہ ایسے معلوم ہوتا تھا کہ جیسے ہال میں کوئی شور شرابہ نہیں ہے۔ اس کی نشانی یہ تھی کہ صدر صاحب نے تقریر میں نہ کوئی رکاوٹ ڈالی اور نہ غصے سے کام لیا۔ بلکہ پارلیمنٹ کے اندر شور شرابہ آنکھوں کے سامنے تھا اور وہ کسی سے چھپ نہیں سکتا تھا۔ کیونکہ کئی ملکوں کے Ambassadors, Camera men' اور پاکستان کی مسلح افواج کے سربراہ' صوبائی گورنر اور صوبائی وزراء علیٰ اور عوامی نمائندے گیلری میں موجود تھے۔ اس شور شرابے کے باوجود صدر پاکستان کی تقریر کو سنہری لفظوں سے تاریخ میں لکھنا چاہیئے۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ please تشریف رکھیں جی۔ حاجی صاحب چلئے جی۔ (مداخلت) نہیں جی وہ notes دیکھ رہے ہیں---- No cross talk please, please no cross talk۔

سید مسعود کوثر۔ میں اپنے دوستوں سے request کروں گا کہ کم از کم جو senior سینیٹرز صاحبان ہیں۔ جب بھی کوئی سینیٹر جو زیادہ نہیں بولتا۔ اور وہ سمجھتے ہیں کہ شاید ان کا ہی حق ہے کہ وہ اس House میں بولتے رہیں اور time consume کرتے رہیں' rules کی violation کرتے رہیں۔ جب نیا ممبر اٹھتا ہے' کوئی اچھی بات کرتا ہے تو انہیں اس

اس کو encourage کرنا چاہیئے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ سننا چاہئے بالکل صحیح ہے اور بیرسٹر صاحب میں آپ سے اتفاق کرتے ہوئے حاجی صاحب کو یہ موقع فراہم کرتا ہوں کہ آپ بے شک پڑھیے۔

حاجی گل خان آفریدی۔ کیونکہ صدر صاحب نے غصے سے تقریر کو آدھی تو نہیں چھوڑی اور نہ غصے سے سٹیج کو توڑا اور ----

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ تسلی سے پڑھیئے گا --- please, please۔

حاجی گل خان آفریدی۔ اور نہ کسی کو اس شورشرابے کا یا الٹی باتوں کا جواب دیا بلکہ صدر صاحب نے اپنی تقریر میں حکومت کی اچھی کارکردگی بیان کی جس سے ایک سال میں حکومت پاکستان نے بیرونی ملکوں میں اپنا نام بلند کیا ہے۔ صدر نے کویت میں اپنے دورے کے دوران وہاں مقیم پاکستانیوں سے تقریر کرتے ہوئے یہ کہا کہ "جس دن سے میں نے صدر پاکستان کا حلف لیا (یہ ان کا بیان ہے) میں یہ کوشش کر رہا ہوں کہ پاکستان کی سیاسی پارٹیاں مل جل کر رہیں۔ اس موقع پر صدر پاکستان فاروق احمد خان لغاری نے اپنی تقریر میں بڑے احترام کے الفاظ کے ساتھ یہ کہا کہ میں محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کو اور جناب محمد نواز شریف کو، دونوں کو ایک ساتھ ایک ہی پلیٹ فارم پر چلنے کی خواہش رکھتا ہوں تاکہ پاکستان میں ترقی کی رفتار تیز ہو جائے۔ اور بیرونی ممالک کے صنعتکار پاکستان میں سرمایہ کاری کریں۔ اس کی دوسری مثال میں یہ بتاؤں گا کہ صدر پاکستان فاروق احمد خان لغاری صاحب کے ساتھ ہم ترکی کے دارالحکومت انقرہ پہنچے تو ترکی کے صدر سلمان ڈیمرل نے صدر پاکستان فاروق احمد خان لغاری صاحب کا اتنا شاندار استقبال کیا کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ یہ سردار فاروق احمد خان لغاری صاحب کی ایک سال کی کارکردگی کے ظاہری نشان ہیں کہ سلمان ڈیمرل نے صدر پاکستان کو ایک دوست ہوتے ہوئے بھائی بھی کہہ دیا۔ یہ میں نے خود سنا ہے۔ میں نے یہ چیزیں اپنی آنکھوں سے دیکھی ہیں اور میں خلوص دل سے کہتا ہوں کہ نہ میں کوئی انعام مانگتا ہوں اور نہ کوئی ایوارڈ مانگتا ہوں۔ صدر پاکستان نے اپنی ساری تقریر میں خراب حالات پر کوئی نکتہ چینی نہیں کی بلکہ انہوں نے ایک سال کی کارکردگی کے متعلق تقریر کی ہے۔ ہر انسان کو چاہیئے کہ دوسرے ملکوں کی طرح ایسے پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں جو بھی صدر ہو چاہے جہاں سے بھی ہو یعنی

پاکستان کے کسی کونے سے بھی ہو۔ ان کی تقریر احترام سے سن لینی چاہئے ۔ اور سب سے پہلے independent ممبروں پر یہ سننا لازمی ہے۔ میں ایک مثال دیتا ہوں۔ اگر صدر فاروق لغاری صاحب کی بجائے کوئی دوسرا آدمی صدر ہوتا تو وہ اپنی تقریر آدھی چھوڑ دیتا یا Parliamentarian کے سامنے غصے سے یا تلخ کلامی سے حالات کو خراب کرتا۔ اور سارے ایوان کی عزت خاک میں مل جاتی لیکن میں موجودہ صدر پاکستان صدر فاروق احمد خان لغاری کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اتنے صبر اور تحمل سے اپنی پچاس منٹ کی تقریر لگاتار جاری رکھی ۔ نہ تو انہوں نے کوئی خطرہ محسوس کیا اور نہ اپنی تقریر میں کوئی رکاوٹ ڈالی بلکہ انہوں نے ایک خوبصورت انداز میں پارلیمنٹ میں اپنی تقریر مکمل کی۔ جناب چیئرمین صاحب، میں ایک دوسری بات کرتا ہوں کہ اس ایوان میں میرا ایک سال مکمل ہوگیا ہے۔ میں حزب اختلاف کے لیڈر راجہ ظفرالحق صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اجلاس کو شور شرابے سے بچا کر اچھے طریقے سے حزب اقتدار کے ساتھ تعاون کیا ہے۔ کیونکہ راجہ صاحب کو میں نے خود دیکھا کہ وہ حکومت کے ساتھ سینٹ میں بہت خلوص رکھتے ہیں۔ اس کام میں میں ان کو بھی داد دیتا ہوں اور ابھی انہوں نے خود ایوان میں شور شرابے سے بچنے کے لئے خلوص سے بات کی۔ جناب چیئرمین! یہ میرے چند الفاظ تھے جو میں نے پورے کردیے۔ پاکستان زندہ باد۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ محترم حاجی گل آفریدی صاحب بہت بہت شکریہ۔ اب جناب سرتاج عزیز صاحب غالباً اس طرف سے غیر حاضر ہیں ۔ اس طرف سے مجھے کچھ نام ملے ہیں، اس میں فضل آغا صاحب کا نام نہیں ہے۔ آج کے ناموں میں نہیں ہے آپ کا نام۔ تو میں جناب ظریف خان مندوخیل صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں۔

شیخ ظریف خان مندوخیل۔ شکریہ جناب۔ صدر صاحب کے 14 تاریخ کے خطاب کا ذکر یہاں بہت سارے لوگوں نے کیا ہے اور بعد میں بھی کریں گے، میں اس پر کوئی تبصرہ نہیں کروں گا۔ اس لئے کہ اس دن وہاں جو کچھ M.N.As. کے ساتھ مار کٹائی ہوئی یا صدر کے ساتھ جو کچھ ہوا، نہ پاکستان والوں نے پسند کیا نہ باہر کے ملک والوں نے پسند کیا۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اب تقریر کی ہے تو ہم بھی بات کرتے ہیں، خدا ہمارے حکمرانوں کو یہ توفیق دے کہ تقریروں پر عمل کریں۔ پہلا مسئلہ ملک میں Law and Order کا ہے اس پر میں یہ گزارش

کروں گا کہ پرسوں تک ہم سب Law and Order پر بولتے رہے ہیں، کسی آدمی کی گاڑی اپنی نہیں ہوتی ہے، کسی کا بچہ اپنا نہیں ہوتا ہے، کسی کی بیٹی اپنی نہیں ہوتی ہے جس نے کسی کو گولی سے مار دیا۔ وہ قاتل بن گیا ہو اور مرنے والا مقتول بن گیا۔ دوسری چیز ملک میں Law and Order کے بعد رشوت ہے۔ پہلے زمانے میں یہ سننے میں آتا تھا کہ فلانا آدمی رشوت خور ہے۔ آج کل رشوت کو ہر آدمی اپنا حق سمجھتا ہے اور اگر اس کو بارہ بجے تک رشوت نہ ملے تو رات کو وہ گھر کا دروازہ کھٹکھٹانے میں بھی شرم محسوس نہیں کرتا۔ ہمارے علاقے میں ایک کہاوت ہے کہ اونٹ کو کسی نے کہا کہ تمہارا گلا بہت بدصورت ہے، اس نے کہا بھئی کوئی خوبصورت چیز بتائیں گلے کی کیا بات کرتے ہیں۔ تیسری چیز جو کہ بنیادی چیز ہے وہ ہے صحت۔ معلومات کے مطابق بلوچستان میں کوئٹہ کے علاوہ ہمارے پورے صوبے میں کسی ہسپتال میں بلڈ بینک نہیں ہے۔ وہاں ایم بی بی ایس سے بڑے ڈاکٹر نہیں ہیں۔ ژوب میں جب کسی مریض کو ایمبولینس میں اٹھاتے ہیں تو اطلاع آجاتی ہے کہ وہ فلاں علاقے سے واپس ہو گئے ہیں خون کی کمی کی وجہ سے وہ فوت ہو گیا ہے۔ صحت کے بعد میں تعلیم پر آؤں گا۔ تعلیمی کیفیت یہ ہے، میں ایسے ثبوت پیش کرسکتا ہوں کہ جو ماسٹر ابو ظہبی میں کام کر رہے ہیں چار چھ سال سے تنخواہ ان کے لوگ باقاعدگی سے لیتے ہیں۔ آج وزیر تعلیم صاحب اگر یہاں تشریف فرما ہوتے تو وہ یہ باتیں سن لیتے۔ اب تو مصیبت یہ ہے کہ داخلہ کی جگہ پر بھی قانون والا جواب دیتا ہے۔ تعلیم والے کی جگہ پر بھی قانون والا وزیر بولتا ہے۔ میں آپ کی خدمت میں عرض کروں کہ تعلیمی معیار اس طرح کا ہے کہ ایک دفعہ بلوچستان اسمبلی کے ممبر کی حیثیت سے میں نے request کی تھی کہ ہم اگر ایک APA یا EAC کو لگوانے کے لئے پبلک سروس کمیشن type کی ایک کمیٹی بناتے ہیں تو اس سے میرے خیال میں یہ ضروری ہے کہ ہم استادوں کو لگانے کے لئے اسی طرز کی ایک کمیٹی بنائیں جب تک ہمارے ہاں استاد اچھا نہیں ہوگا تو پھر شاگرد کس سے سیکھے گا۔ میری تجویز یہ ہے کہ مڈل یا میٹرک پاس کی بجائے ماسٹر کے لئے کم سے کم تعلیمی اہلیت بی اے مقرر کی جائے اور اساتذہ کی تنخواہ پر بھی نظرثانی کی جائے۔ دوسرے افسروں کو تو پچاس ہزار کی گاڑیاں اور facilities ہوتی ہیں اس لئے ایک استاد کا دو، ڈھائی ہزار میں کیا گزارہ ہوگا اس تنخواہ میں ہمیں مڈل یا میٹرک والا استاد ہی ملے گا جس کو خود 'الف ب' نہیں آتی ہوگی۔ لہذا میری گزارش ہے کہ ماسٹر کے لئے کم سے کم تنخواہ کی حد

اتنی مقرر کریں جتنی گریڈ 22 کے افسر کو سہولتیں ہیں ان سہولتوں کی ایک تہائی تنخواہ استاد کی مقرر کی جائے تو پھر ہمارے شاگرد آگے جا کر پڑھ سکیں گے ۔ کل شیخ صاحب نے فرمایا تھا کہ ایک لاکھ اور کچھ ہزار سکول قائم کئے جائیں گے ' میں کہتا ہوں کہ سکول بنانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ' پہلے ہمیں اچھا استاد ملنا چاہیئے ۔ اس کے بعد جو لڑکے زبردستی استاد کو چاقو یا پستول دکھاتے ہیں کہ ہمیں پاس کرو اور نقل تو درکنار ہے جو باہر سے اندر پرچے جاتے ہیں' ان پر کنٹرول ہونا چاہیئے تاکہ امتحان کے پرچے ایسے لوگوں کے ہاتھ میں نہ ہوں جو رشوت لے کر طلباء کو پاس کریں ۔ استاد اور شاگرد کے درمیان وہ حد ہونی چاہیئے کہ ماسٹر کے پاس جتنا علم ہے اتنا ہی علم شاگرد سیکھ سکتا ہے ۔

اس کے بعد میں communications کے متعلق عرض کروں گا ۔ میں دس ' پندرہ دن کراچی رہا ہوں ۔ ہمیں یہ گلہ شکوہ ہوتا تھا کہ کوئٹہ سے ژوب تک سڑک نہیں ہے ' اب بھی نہیں ہے ۔ ژوب سے لورالائی تک نہیں ہے ' لورالائی سے موسیٰ تک نہیں ہے ' کوئٹہ سے خضدار تک نہیں ہے ' خضدار سے پسنی تک نہیں ہے ' میں گزارش کروں گا کہ کراچی کے defence area میں کوئی سڑک نظر نہیں آتی ' ادھر ہم صبح سے شام تک دیکھتے ہیں کہ 215 ارب روپے کا یہ منصوبہ اب شروع ہونے والا ہے ' 413 ارب روپے کا وہ منصوبہ ختم ہونے والا ہے ' لیکن نظر نہیں آتا کہ کوئی سڑک بنی ہے یا کسی ہسپتال پر کوئی رقم خرچ ہوئی ہے ۔ جہاں تک بجلی کا تعلق ہے صبح سے شام تک ژوب میں بارہ گھنٹے لوڈ شیڈنگ ہوتی ہے ' یہ 215 ارب روپے کہاں خرچ ہوتے ہیں؟ ادھر دیکھا جائے تو کسی شعبے میں کوئی improvement نظر نہیں آتی ۔ اب اگر چیئرمین صاحب کہیں کہ اس ماہ میں ہم نے سینٹ ہاؤس میں 413 ارب روپے لگائے تو ہم کہیں گے کہ مائیک اور ڈیسک وہی ہیں ' کرسیاں بھی وہی ہیں تو آپ نے یہ رقم کہاں لگائی ہے ؟ اسی طرح میں اس حکومت سے گزارش کروں گا کہ اخبار اور ٹیلی ویژن پر جو دو چار آدمیوں کو بٹھایا جاتا ہے اس سے عوام کو کوئی فائدہ نہیں ہے ۔ عملی طور پر 220 ارب روپے کی ضرورت نہیں ہے ۔ کراچی کی سڑکیں 25 کروڑ روپے سے ٹھیک کریں تاکہ لوگوں کو ٹھیک سڑکیں نظر آئیں۔ ٹیلی ویژن پر کہنا کہ 413ارب روپے سڑکوں پر خرچ ہوں گے اس کو ہم کیا کریں بجلی کے سلسلے میں اگر ایک ارب اسی کروڑ ڈالر کا معاہدہ کسی سے کیا جاتا ہے ' اس کے متعلق بھی میں نے سنا ہے کہ دوسرے ملکوں سے تقریباً" بیس' پچیس فیصد higher rates پر معاہدہ ہوا ہے

۔ اگر مہنگے نرخوں پر ہمارے منصوبوں کی feasibility یا nonfeasibility کو نہ دیکھتے ہوئے معاہدے کئے جائیں تو کل غریب تو کیا درمیانے طبقے کے لوگ بھی بجلی استعمال نہیں کر سکیں گے ۔ یہ تو سڑکوں کی حالت ہے ۔ میں کل شام کو اپنے ٹیلیفون کی بات کر چکا ہوں کہ اسلام آباد میں اپنے ٹیلیفون نمبر 213663 کو میں نے تالا لگایا ہوا تھا ایس ڈی او صاحب نے مہربانی کرکے میرے ٹیلیفون کا 37000 روپے کا بل بھجوایا ۔ سینیٹر مندوخیل کا ٹیلیفون چار ماہ سے dis-connect ہے ۔ چیرمین صاحب کہتے ہیں کہ اپنا نمبر دیں تو میں کہتا ہوں کہ فی الحال بند ہے ۔ ٹی اے ، ڈی اے میں 15,000 روپے دیئے جاتے ہیں لیکن بوگس بل 37,000 روپے کے بھیج دیئے جاتے ہیں ۔ پھر ہم گھر میں ٹیلیفون کرتے ہیں کہ بھئی 22,000 روپے آپ بھیج دیں ۔ ٹی اے ، ڈی اے سے تو یہ بوگس بل جمع نہیں ہوتا ۔ یہ communications کا حال ہے میرے خیال میں کسی شریف آدمی کے پاس کوئی ہتھیار نہیں ہے ۔ میرے پاس تو اس وقت ایک چاقو بھی نہیں ہے اور جب میں یہاں سے اٹھوں اور دہشت گرد اگر میرے سامنے آ جائے تو میں اس کا مقابلہ کیسے کروں گا ۔ کیونکہ اس کے پاس کلاشنکوف ہے ، لانچر ، ٹی ٹی پستول وغیرہ ہے جنہیں یہ ٹی وی پر رات کو دکھاتے ہیں کہ چالیس پکڑے ہیں اور اتنے راؤنڈ وغیرہ ہم نے پکڑے ہیں ۔ غریب لوگوں کے پاس تو کچھ نہیں ہے یہ تو سب بھیڑ بکریوں کی طرح قتل ہوتے ہیں ۔ میں یہ کہتا ہوں کہ گورنمنٹ ان چیزوں کو کنٹرول کرے ۔ جنرل صاحب کے بیان سے یہ کنٹرول نہیں ہو گا ۔ اگر بلوچستان ، کراچی اور دوسری جگہ پر حالات ٹھیک ہو گئے تو یہ سب لوگوں کو نظر آئیں گے لیکن ٹی وی پر سٹیٹمنٹ دینے سے یا جنرل صاحب کے پریس میں بیان دینے سے یہ سب چیزیں ٹھیک نہیں ہوں گی ۔ اگر یہ خود کنٹرول نہیں کر سکتے تو پھر مہربانی کریں اور بندوق کا لائسنس جاری کریں تاکہ جو کوئی دیکھے کہ کوئی شخص اس کو قتل کرنا چاہتا ہے وہ اس کو پہلے ہی قتل کر دے ۔ ادھر تو جنرل صاحب سنیٹروں کو ڈرانے دھمکانے کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں اگر ہم self-protection میں کسی پر فائر کریں گے تو پھر کل جیل میں ہوں گے اور شیخ رشید کے ساتھ کہیں جا کر جھاڑو ماریں گے ۔ جب ہم کسی روڈ کی بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ ہمیں ورثے میں ملی ہے ، قتل کی بات ہوتی ہے تو کہتے ہیں یہ ہمیں ورثے میں ملی ہے ۔ اس طرح عملاً کچھ نہیں کرتے ہیں ۔

جناب شہر میں گورنمنٹ کیا کر رہی ہے اگر یہ ڈالڈا کی قیمت سو روپے مقرر کرتے

اں تو دکاندار اس کو ایک سو چالیس روپے میں فروخت کرتا ہے ۔ ادھر کنٹرول کون کرے گا؟ جنرل صاحب تو کسی دکان پر نہیں گئے ہیں ۔ میں نہیں گیا ہوں ' چیئرمین صاحب نہیں گئے ہیں تو پھر تو عوام کا خدا حافظ۔ سب سے بڑی حکومت کی ناکامی مہنگائی پر کنٹرول نہ کرنا ہے ۔ لاء اینڈ آرڈر کے بعد یہ دوسری چیز ہے ۔

میں خدا کے علاوہ بندوں سے کم ڈرتا ہوں لیکن ٹیلیفون اور بجلی کے بل جب میرے پاس آتے ہیں تو میں nervous ہو جاتا ہوں ۔ اگر اس طرح رہا تو پھر آپ دیکھیں گے کہ ٹیلیفون یکے بعد دیگرے کٹتے رہیں گے اور لوگ چھتوں پر چڑھ کر دوسرے گھر والوں سے بات کریں گے۔ میں کہتا ہوں کہ اس کو بھی کنٹرول کریں۔

صدر صاحب کا میں بذات خود انتہائی احترام کرتا ہوں نہ صرف میں بلکہ سارے ملک والے صدر صاحب کا احترام کرتے ہیں۔ وہ ہمارے ژوب کی سرحد کے نزدیک رہنے والے سردار ہیں اور بہت معزز گھرانے سے ہیں لیکن ان کو بھی نوٹس لینا چاہیئے کہ ملک میں کیا ہو رہا ہے ۔ وہ اب صرف پیپلز پارٹی کے صدر نہیں ہیں وہ پورے پاکستان کے صدر ہیں ۔ وہ اگر مجھے رات کے بارہ بجے بھی کوئی جائز حکم دیں گے تو میں رات کے بارہ بجے بھی ان کے ہر حکم کی تعمیل کروں گا۔ صدر صاحب کو یہ ضرور نظر آنا چاہیئے کہ وہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے صدر ہیں لیکن اگر ہمیں بھی نظر آئے کہ جو جنرل صاحب کہتے ہیں ' وہی صدر صاحب کہتے ہیں ' تو جناب ہم بھی انسان ہیں ہمارا اعتماد ان پر کم ہو جاتا ہے ۔

جناب غریب کا کوئی پرسان حال نہیں ہے ۔ ہمارے ہاں وہاں ژوب میں چار چھ مہینے پہلے کچھ لوگ قتل ہو گئے تھے لیکن گورنمنٹ کا یہ کام ہے کہ جاؤ ظریف خان کے خلاف ایف آئی آر کاٹو۔ آدمی بھی میرے قتل ہوتے ہیں اور پھر مجھے ہی تحصیل میں لے جاتے ہیں اور تحفظ امن کی ضمانت لے لیتے ہیں ۔ جناب میری اس وقت عمر 57 سال ہے اور میری پوری عمر میں ' ژوب کی ہسٹری میں صرف ایک ہی ضمانت ضبط ہوئی ہے ۔ تحفظ امن کی ضمانت لے لیتے ہیں لیکن یہ پھر ضبط نہیں ہوتی ۔ یہ چیزیں جناب جب تک practical نہ ہوں' اخبار اور ٹیلویژن سے کوئی حکومت نہیں چل سکتی چلو آپ دو مہینے عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکیں گے چار مہینے جھونکیں گے یہ تو الیکشن پر الیکشن ہوتے رہیں گے پرسوں کی تقریر میں میں نے کہا کہ آپ کیوں دوسری پارٹی کے خلاف ہوتے ہیں اس ہفتے ان کی حکومت ہے دوسرے ہفتے ہماری

حکومت ہو جائے گی تیسرے ہفتے کسی اور کی ہو جائے گی اب ہمارے عوام بھی روزانہ ووٹ ڈالنے سے نفرت کرتے ہیں یہی حکومت ہے اس کو ہم welcome کرتے ہیں۔ خدا ان کو توفیق دے یہ چلے۔ لیکن آپ دیکھ لیں، مہنگائی تو چھوڑ دیں آپ فریضہ حج کو دیکھ لیں، ایک سال 33 ہزار روپے، دوسرے سال 42 ہزار، تیسرے سال 44 ہو جاتے ہیں اور پھر اگلے سال 57 ہزار۔ پیسے سے کچھ لوگ دو دن کی سبزی ایک دن میں خرید لیتے ہیں بھائی یہ کیوں کل تازہ سبزی خریدو، جواب ملتا ہے بھائی کل تک ہماری currency devalue ہونے کا خطرہ ہے۔ 1949ء میں میرے والد صاحب حج پر گئے تھے تو انہوں نے بتایا ہم نے پاکستان کا نوٹ دیا سعودی عرب والوں نے ہمیں 116 ریال دیئے آج اس ملک کو 1949 کے بعد 45, 46, 47 سال ہو گئے اب ہم کل کی سبزی بھی آج خریدتے ہیں کہ کل کو ہماری کرنسی devalue ہو جائے گی۔ law and order situation یہ ہے آج پتہ کرو کہ بھائی مکان کی قیمت کیا ہے کہتا ہے 35 لاکھ پرسوں پتہ کرو تو کہتا ہے یار تم نے کل اخبار نہیں پڑھا کراچی میں 27 افراد مر گئے ہیں وہ سب اسلام آباد آتے ہیں اور مکان خریدتے ہیں۔ دو دن میں مکان کی قیمت 10 لاکھ روپے اوپر ہو جاتی ہے میں یہ کہوں گا اور بار بار کہوں گا کہ ہر ایک مسئلہ توجہ طلب ہے اور یہ مہربانی حکومت کرے آئندہ ٹیلیویژن پر یہ سرمایہ کاری والا یہ بیرونی سرمایہ کاری کراچی کے لوگ تو جا رہے ہیں کراچی خالی کر رہے ہیں--------

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ مندوخیل صاحب 25 منٹ ہو گئے ہیں آپ کو جی۔

جناب ظریف خان مندوخیل۔ آپ بات سنیں آپ لوگوں نے ادھر دو چار سینیٹروں کو (XXXXXXX) ہماری پارٹی کے 72 ممبر ہیں ادھر جن کا ایک ممبر ہوتا ہے ان کو آپ تمام تمام دن بولنے دیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ ان کو حق حاصل ہے آپ اپنی بات کیجئے۔

جناب ظریف خان مندوخیل۔ سوال یہ ہے کہ کراچی والے کراچی چھوڑ رہے ہیں اور باہر والے آ رہے ہیں، ان کا پتہ نہیں کتنا دل اور گردہ ہے کہ وہ سرمایہ کاری کر رہے ہیں یہ سوچنے کی بات ہے۔ عوام ان چیزوں کو سمجھتے ہیں ممبر سمجھتے ہیں ٹیلی ویژن اور ریڈیو سے

(XXXXXXX) Expunged by order of the Chairman.

حکومت نہیں ہوتی ہماری دو چار اتحادی پارٹیاں ہیں ان کے ساتھ حکومت کا تعلق سوتیلے بھائیوں کی طرح ہے ہمارے تعمیراتی فنڈز تھے وہ روک دیئے ہیں ان سے ہمارے علاقے کے غریب لوگوں کا کسی کا 50ہزار کسی کا لاکھ کسی کا 2 لاکھ روپے کا کام ہو جاتا تھا وہ بھی اگر حکومت ہمیں سگے سمجھے تو مہربانی کرے اور ان فنڈز پر بھی نظر ثانی کرے اور آپ بولنے۔نہیں دیتے ہیں نہیں تو میں اور بھی بولتا۔ لہذا آپ کا بہت بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ۔ ملک نور شیر خان۔

(Pause)

Mr. Deputy Chairman: Not present, absent. Maulana Abdus Sattar Khan Niazi Sahib.

آپ کو اجازت ہے کہ آپ بیٹھ کر تقریر کریں۔

مولانا عبدالستار خان نیازی۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔(عربی آیات)

ملک محمد قاسم۔ پوائنٹ آف آرڈر چیئرمین صاحب۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ ملک قاسم صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

Malik Muhammad Qasim: Sorry to interrupt Maulana Sahib. Sir, I and Mr. Fazal Agha and another Senators were walking about in the lobby when we found that there is water accumulated under the carpet. We found that the building wall is leaking, even at the present moment there is no rain at the moment. We also found that the curtains are also wet. So, this is a limit Sir, whether it is on account of the Caretaker's, negligence or on account of the Senate or Assembly staff or on account of the CDA. This is one of the most important buildings of the country, this is a national building and if this is not looked after properly, CDA is responsible and it is not job of an Overseer or an SDO. The CDA should see to it. I mean that this has been reported in the Press. It has been

coming even much earlier before we had come into this House. Even at that time, it was pointed out that the building has been built in a very bad manner, and today, we found, with Agha Sahib, if you step on the carpet the water oozes out. You think that this is a limit, Sir.

جناب ڈپٹی چیئرمین - یہ درست ہے۔

(مداخلت)

سید محمد فضل آغا۔ اس سلسلے میں، میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین - بات ہو گئی ہے - آپ تشریف رکھیں ۔مجھے کچھ کہنے دیں۔

مولانا محمد عبدالستار خان نیازی - جناب والا! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین - مولانا صاحب ! آپ ایک منٹ کے لئے تشریف رکھیں، میں معزز اراکین کی خدمت میں عرض کر دوں - یہ بجا ہے کہ بلڈنگ میں پانی آ جاتا ہے - اس بارے میں کئی بار CDA سے کہا گیا ہے - یہ آج کی بات نہیں ہے - چار سال سے تو میں دیکھ رہا ہوں کہ اس بلڈنگ کی چھتیں ٹپکتی ہیں، خواہ بارش ہو یا نہ ہو، ہر جگہ پر leakage ہے اور جو آپ نے آج فرمایا ہے، اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ حالت پہلے سے زیادہ ابتر ہو گئی ہے - دیواروں میں بھی پانی ہے اور پانی نیچے سے اوپر آ رہا ہے۔ میں نے اس کا نوٹس لیا ہے اور میں انشاء اللہ اپنے دفتر کے ذریعہ CDA کے متعلقہ حکام سے رابطہ رکھوں گا اور اس بارے میں ہاؤس کو بتاؤں گا۔

سید مسعود کوثر۔ جناب والا ! یہ عجیب بات ہے کہ جہاں پانی ہونا چاہیئے، وہاں تو ہوتا نہیں ہے اور جہاں نہیں ہونا چاہیئے، وہاں ہوتا ہے -

جناب ڈپٹی چیئرمین - ٹھیک ہے۔ اس پر بات ہو گئی ہے -

سید محمد فضل آغا۔ جناب والا ! میں عرض کرنا چاہتاہوں کہ اس معاملہ کو بہت

غیرسنجیدگی سے لیا جارہاہے ۔ آپ کو پتہ ہے کہ اس ہاؤس میں آگ لگ گئی تھی اور اس سے جس طرح پوری پارلیمنٹ بلڈنگ کی تباہی ہوئی تھی۔ اس پر ایک انکوائری بھی constitute ہوئی ۔ آپ اور میں بھی اس انکوائری میں شامل تھے لیکن آج تک اس کمیٹی کی رپورٹ کو اس ہاؤس کی table پر place نہیں کیا گیا ہے ۔ پارلیمنٹ کے اراکین کو نہیں بتایا گیا کہ اس انکوائری کمیٹی کی findings کیا ہیں اس کے ultimate results کیا نکلے اس واقعہ کے کون ذمہ دار ہیں ایسا نہ کرنے سے کسی بھی رکن کے کان پر جوں تک نہیں رینگی ہے اور جو کچھ ہو رہاہے ، وہ سب افراتفری کی حالت میں ہو رہا ہے ۔ اس سلسلے میں ، میری گزارش ہے کہ آپ اپنے good offices کو استعمال کرتے ہوئے ، وہ رپورٹ بھی ہاؤس کے سامنے پیش کروائیں تاکہ ذمہ دار لوگوں کی صحیح طریقے سے جواب طلبی ہو سکے ، گوشمالی ہو سکے اور آئیندہ اس قسم کے ملکی اثاثوں سے مذاق نہ کیا جا سکے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ آغا صاحب ! بالکل صحیح ہے ۔ مندوخیل صاحب ۔

جناب صوبیدار خان مندوخیل۔ جناب والا ! ہم چار سال سے دیکھ رہے ہیں کہ پارلیمنٹ بلڈنگ کی یہی صورت حال ہے ۔ چھتیں ٹپکتی ہیں ، بلڈنگ میں پانی ہے ۔ اگر CDA والے اسے درست نہیں کرتے ہیں تو اس صورت میں آپ کی کیا رولنگ ہو گی ؟

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ یہ رولنگ والی بات نہیں ہے ۔ یہ پارلیمنٹ ہاؤس کی بات ہے۔ آپ تشریف رکھیں ۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمی۔ بات ہو چکی ہے ۔ ملک صاحب کی بات کے بعد میرا خیال ہے کہ اب کسی معزز رکن کے بات کرنے کی گنجائش نہیں ہے ۔ مولانا صاحب ! آپ ارشاد فرمائیں ۔

مولانا محمد عبدالستار خان نیازی ۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے صدر کی تقریر پر گزارشات کا موقع دیا ہے ۔ یہ جو آیت کریمہ میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے ، صدر نے اپنی تقریر میں اس کا ذکر کیا ہے ۔ اس کے ساتھ انہوں نے یہ بھی کہا ہے

(عربی)

ترجمہ۔ تم میں سے ایک ایسی جماعت ضرور ہونی چاہئیے جو کہ نیکی کا حکم دے، برائی سے روکے، وہی کامیاب ہے۔

جناب والا! انہوں نے خود اپنے لئے معیار مقرر کیا ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور معیار ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے خلفیہ اول سید نا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک امیر کے لیے، صدر مملکت کے لیے ایک معیار مقرر کیا تھا۔ انہوں نے فرمایا۔

ترجمہ۔ اے لوگو! تم نے مجھے اپنا والی بنایا ہے۔ اگر میں کتاب و سنت کے مطابق حکم دوں تو میری بات مانو۔ اس کے خلاف چلوں تو مجھے سیدھا کر دو۔ مجھے سزا دو۔ تم میں جو طاقتور ہے پھنے خان، معتبر ہے میرے نزدیک کمزور ہے۔ میں اس کے دماغ کا خناس نکال دوں گا۔ جو کمزور ہے وہ طاقتور ہے اس کے ساتھ میں کھڑا ہوں۔

اس کے متعلق مولانا ظفر علی خان یوں ترجمہ کرتے ہیں۔

ضعیف اگر نظر پڑے رسول کا جمال بن
قوی اگر ہو سامنے تو کار ذوالجلال بن
خدا کے آگے سر جھکا، کہ سرکشوں کا سر جھکے
قضا ستمگروں کی ہو، ستم زدوں کی ڈھال بن
وطن کے ساتھ دین بھی گر عزیز ہے تجھے
جو بن جائے پہلوی تو ساتھ ہی بلال بن

اس معیار کو سامنے رکھ کر میں صدر مملکت کی تقریر کو جب دیکھتا ہوں۔ اگرچہ میں نے اس موقع پر علالت کے باوجود یہ بیان دیا تھا کہ اختلاف آپ کو ہو سکتا ہے ہمیں ہے لیکن صدر کی تقریر آپ اطمینان سے سنیں۔ اس میں شور شرابہ نہ کرو۔ میرا باقاعدہ سٹیٹمنٹ موجود ہے اور اس کے بعد اس پر تنقید بھی کر سکتے ہو، جو کچھ چاہو کر سکتے ہو۔ میں اس معیار کے مطابق جب دیکھتا ہوں۔ صدر مملکت کے جد امجد جمال لغاری میرے colleague رہے ہیں۔ ان کے والد میرے colleague رہے ہیں۔ یہ سرکاری ملازم رہے ہیں۔ ان کی ساری تقریر جو میں نے دیکھی ہے یہ بیوروکریٹ کی تقریر ہے۔ اس میں انہوں نے جو جو حکومت کی صفائی بیان کی ہے کہ

نجکاری میں یہ ہو گیا ہے ' زر مبادلہ بڑھ گیا ہے یہ ہو گیا ہے' وہ ہو گیا ہے ' تو اس سے مجھے ایک مثال یاد آتی ہے۔ ایک کنبہ تھا 'آگے ندی آ گئی ۔ ندی کو پار کرنے کے لیے اس لالے نے پوچھا ' کہ ندی کا پانی کتنا ہے ۔ ایک فٹ ہے ' دو فٹ ' تین فٹ' چار فٹ ' اور کہیں سات فٹ ہے ۔وہ خود تھا اور اس کے ساتھ اس کی للائین تھی۔ اس کی لڑکی تھی ' اس کا بیٹا تھا۔ اس نے یہ جمع کرکے اس کا اوسط نکالا ۔ اوسط چار فٹ نکلتا ہے۔ اس نے کہا ' آسان بات ہے ۔ بچے کو ہم اٹھا لیں گے۔لڑکی جو ہے وہ پانچ فٹ ہے۔ بیگم جو ہے وہ ساڑھے پانچ فٹ ہے۔ میں چھ فٹ ہوں ۔ چلے جائیں گے۔ لیکن یہ اوسط اس نے ۲۸ کو ۷ پر تقسیم کرکے نکالا تھا۔ بس جب وہ آگے گئے بچے کو اٹھا لیا۔ اب چھ فٹ پر ڈبکیاں کھاتے بیوی بھی گئی ۔ سات فٹ پانی جب آ گیا تو وہ بھی غوطے کھاتا ہوا کنارے پہنچ گیا۔ ہاتھ نچاتا تھا کہتا تھا

اوسط جوں کا توں

اور کنبہ ڈوبا کیوں

میں پوچھتا ہوں۔ لغاری صاحب آپ کی ساری چیز ٹھیک ہے۔ نجکاری بھی ہے۔آپ کا زرمبادلہ بھی بڑھ گیا ہے لیکن یہ قوم جو آج ہر لحاظ سے مصیبت اور عذاب میں ہے۔ امن و امانجو نہیں ہے۔ یہاں امن و امان بنیادی ذمہ داری ہے ۔ آپ صرف مرکز کے نہیں سارے ملک کے ذمہ دار ہو۔ اور آپ کی یہ ذمہ داری ہے کہ یہ دیکھو کہ یہاں پر ملک آئین کے مطابق چل رہا ہے۔ جس مقصد کے لیے یہ ملک حاصل کیا گیا تھا۔ اس مقصد کو پورا کر رہا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ صدر نے اپنے مقام اور مرتبے کو --- ابھی فرما رہے تھے انہوں نے کویت کے اندر تقریر کی ہے۔ جس جگہ بیان کر رہے تھے کہ میں بطور گواہ موجود تھا۔ لیکن ہم نے دیکھا ہے اور یہ ریکارڈ پر موجود ہے۔ ان کی تقریر میں سوائے اس کے کہ پیپلز پارٹی اختلافات کو دور کرے ان کی آپس میں مصالحت کروائے ۔ ان کے مفاد کو سامنے رکھے ۔اس وقت بھی صدر مملکت ہونے کی بجائے وہ باقاعدہ بے نظیر کی وزارت کے ایک ایجنٹ اور گماشتے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا تھا۔ ان حالات میں میں سمجھتا ہوں کہ ان کی تقریر کو سامنے رکھ کر ہمیں یہ دیکھنا ہوگا جو کچھ انہوں نے کہا ۔یہ آیت پڑھ کر کہا ہے ۔ (عربی)

جن کو ہم روئے زمین پر اقتدار اور تمکنت عطا کرتے ہیں وہ نظام صلوۃ قائم کرتے ہیں ۔نظام زکوۃ قائم کرتے ہیں۔ نیکی کا حکم دیتے ہیں' برائی سے روکتے ہیں۔

جو دوسری آیت پڑھی ہے وہ یہ ہے اور اس کے مطابق یہ بتائیں کہ انہوں نے پاکستان کے اندر اسلامی معاشرے کے نفاذ کے لئے کیا کیا ہے؟ یہ جو چودہ اگست کو یہاں پر کلچر شو ہوا ہے۔ یہ کلچر شو تھا یا کیا بلا تھی؟ یہ اسلامی کلچر تھا؟ یہ ڈھوم کاریوں کا، یہ نقالوں اور بھانڈوں کا، جیسا انداز ہے۔ اس کے بعد راول ڈیم پر معاشرت عیش و عشرت کا، وہ کیا تماشہتھا اس کے بعد قاہرہ کے اندر اس گندی کانفرنس میں، جس یں اسقاط حمل اور homosexuality کے لئے پروپیگنڈا کیا گیا۔ یعنی بکواس کی گئی۔ یہاں پر ان کو روکا گیا۔ وہاں پر بنگہ دیش اور ترکی کی وزیر اعظم بھی نہیں گئی لیکن اس نے کہا کہ مجھے روکا گیا لیکن میں آگئی ہوں۔ ایک دو آیتیں پڑھ کر، اس کا مطلب یہ نہیں ہے۔ ہاؤس کا جو فیصلہ یہاں ہوگا وہ ہو گا۔ بھائی میں یہ عرض کررہا ہوں کہ صدر مملکت کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ کنٹرول کرے۔ وزیر اعظم اگر شریعت کے خلاف جاتی ہے اس کو روکے۔ اگر اسلامی معاشرت کے خلاف کوئی بات کرتی ہے تو اس کو روکے۔ principal policy کے اندر یہ باتموجود ہے کہ وہ اسلامی معاشرت کو آگے بڑھائیں گے، سود کو ختم کریں گے۔ اسلامی تہذیب و تمدن کو لائیں گے۔ ان کا جو اقتدار ہے

It is there, whereas the sovereignty over the entire Universe vests to Allah Almighty.

جو حاکمیت کے متعلق کہ اللہ کی ہے یہ حاکمیت مطلقہ An elected representative of the sovereign State of Paksitan ..... is a sacred trust. اور آزاد پاکستان کے جو منتخب نمائندے ہیں۔ مقدس امات کے طور پر اسے استعمال کریں گے۔ جو اقتدار سردار فاروق کو ملا ہے۔ یہ ایک مقدس امانت ہے۔-----

سید احسان شاہ۔پوائنٹ آف آرڈر جناب۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔جی جناب۔

سید احسان شاہ۔ جناب فضل آغا صاحب کے ہاتھ میں اخبار ہے۔ جو قواعد کے خلاف ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ ٹھیک ہے جی۔

مولانا عبدالستار خان نیازی۔ کیا خلاف ہے؟

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔نہیں آپ کے متعلق نہیں وہ فضل آغا صاحب کے بارے میں ہے۔ آپ جاری فرمائیں۔

مولانا عبدالستار خان نیازی۔جناب میں عرض کررہا ہوں کہ صدر کا مقام کوئی معمولی مقام نہیں ہے ۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا تھا کہ جو آدمی آئین شریعت کے خلاف چلے گا میں اس کو زمین پر لٹا کر پاؤں رکھ کر اس کو لتاڑ دوں گا۔میں اس کا دماغ درست کردوں گا۔ اس کا خناس نکال دوں گا۔ اسی آئین کے اندر

Where in the Muslims shall be enabled to order their lives individually and collectively according to the injuctions of Islam as laid down in the Quran and Sunnah.

پاکستانی مسلمانوں کو انفرادی اور اجتماعی طور پر اس قابل بنایا جائے گا کہ احکام اسلامی کے مطابق کتاب و سنت کے مطابق ہر فرد اس کی پابندی کرے۔ اس کے متعلق کیا ہوا ہے؟ آپ کے ٹیلیویژن اور ریڈیو پر کیا ہو رہا ہے؟ ایک عورت اور ایک مرد بن جاتا ہے۔ آپ میں بکواس کرتے ہیں ناچ اور گانے ہو رہے ہیں۔ یہ اسلامی تہذیب و تمدن ہے یہ شرافت اور اخلاق ہے۔

آہ عجب آں نیست کہ اعجاز مسیحا داری --- عجب ایں است کہ بیمار تے بیمار تر است

پھر آپ دیکھتے ہیں کہ State religion اسلام ہے۔ اسلام کی بات ہے اس کے لئے نبی کی ذات ہے۔ اسلام کو نبی نافذ کرے گا۔پھر جو آتا ہے

No law shall be enacted in Pakistan against the principles of Quran and Sunnah and the present law is not in conformity with the objects of Quran and Sunnah.

کوئی قانون ان احکام اسلامی کے خلاف نہیں بنایا جائے گا۔ اور موجودہ تمام قوانین کو شریعت کے مطابق ڈھالا جائے گا۔ اس دفعہ کی رو سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس قانون سازی کا مرکز ہے، کیونکہ آپ صدر مملکت بھی تھے، کمانڈر ان چیف بھی تھے، قاضی القضاۃ بھی تھے، مسجد کے امام اور رہبر بھی تھے، مدرس بھی تھے، مزکی بھی تھے

معلم بھی تھے ' اپنے ہاتھ سے اینٹیں ڈھو کر آپ نے ایک مزدور کی طرح کام کیا ۔ آپ نے خود ہل چلایا ہے ۔ اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں نبی پاک کی ذات اقدس قانون سازی کا مرکز ہے ۔ یہاں میں سمجھتا ہوں کہ وقت نہیں ہے لیکن میں یہ ثابت کرتا ہوں کہ اس وقت دنیا کے اندر جو conceptual knowledge یہ جو تصوراتی علم پھیل رہا ہے جس سے تہذیب و تمدن کے قطرے عقل اغیار کے سپرد ہیں ایک زمانے کی عقل دوسرے زمانے کی بے عقلی ' اور تیسرے زمانے کی جہالت ہے۔ آج سے کچھ سال قبل U.K. کے اندر ' یورپ کے اندر homosexual crime تھا یعنی یہ homosexuality جرم تھا ۔ قابل دست اندازی پولیس تھا۔ سات سال قید سخت کی سزا تھی لیکن آج crime نہیں ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ یورپ اور انگلستان والوں کی عقل آج سے دس سال قبل بہتر تھی یا آج بہتر ہے۔

یہ واقف نہیں نیک و بد سے　　　بڑھے جاتے ہیں ظالم اپنی حد سے

خدا جانے مجھے کیا ہو گیا ہے　　　خرد بیزار دل سے ' دل خرد سے

یہاں امریکہ معتبر بنا ہوا ہے اس کی جمہوریت کہاں گئی۔ اس نے بھی war of independence لڑی ہے ۔ کیا war of independence میں ان کی ماؤں بہنوں کی عزتوں کو لوٹا گیا؟ کیا ان پر بمباری کی گئی؟ کیا ان کو قتل کیا گیا؟ آج جو کشمیر میں ہو رہا ہے جیسے قتل و غارت ہو رہی ہے عزتیں لوٹی جا رہی ہیں امریکہ کو وہ نظر نہیں آتا ۔ ابھی کشمیر پالیسی کے متعلق صدر مملکت نے بڑا ذکر کیا ہے۔ کشمیر پالیسی کے اندر کہتے ہیں کشمیر کا مسئلہ ہم نے اٹھا دیا ۔ یہ تو ایسے ہی کہ آپریشن تو کامیاب ہو گیا اور مریض چل بسا۔ آپ نے وہاں پر U.N.O کے اندر اٹھ کر یہ کیوں نہیں کہا کہ بدمعاشو ' بے ایمانو ' اسلام کے دشمنو تم نے کشمیر کے plebisite کا فیصلہ کیا تھا تم نے اس کے لئے تین یا چار Administrators مقرر کئے تھے ۔ ڈکسن کو مقرر کیا تھا۔ گراہم کو مقرر کیا تھا ۔ خود نہرو نے کہا تھا کہ میں مانتا ہوں آج تم کہتے ہو کہ مسئلہ پرانا ہو گیا ہے تم کو شرم نہیں آتی وہاں U.N.O کے اندر محاصرے کی ' جواب طلبی کی بات کرنی چاہیئے تھی۔ صدر مملکت کہتے ہیں کہ ہماری فارن پالیسی کامیاب رہی۔ فارن پالیسی کیا ہے ' کیا کامیاب رہی ہے ؛ جو 54,55 اسلامی ملک ہیں ان کی آپ کے ساتھ زبانی کلامی سے زیادہ بات نہیں ہے ۔ جو آپ کے ساتھ کھڑے ہو کر آپ کی وکالت جرات اور مردانگی سے نہیں کر رہا ۔ میں سمجھتا ہوں ان حالات میں جب بے نظیر نے یہ کہا کہ گستاخان رسول کو جو سزائے موت ہوئی ہے مجھے بڑا

دکھ ہوا ہے ۔ تو وہاں پر فاروق لغاری کو ٹوکنا چاہیئے تھا ۔ پیپلز پارٹی کے میں عزیزوں کو ، بھائیوں کو کہتا ہوں کہ تم بھی نبی پاک کے غلام ہو ، نبی مصطفیٰ کی عظمت سے منحرف ہو کر یہ دعویٰ مسلمانی کبھی مانا نہ جانے گا ۔ آپ بھی اس موقع پر غیرت ایمانی کا مظاہرہ کرو ۔ کیا تمہیں اس بات کا دکھ نہیں ہوا ۔ جب حضور کی گستاخی ہوئی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں صدر مملکت کی یہ ذمہ داری ہے کہ جو دفعات اس نے بیان کی ہیں ۔ اس کے تحت دفاع کی بات کی ہے ، دفاع کی بات کیا بات ہے ؟ روزانہ ہم سن رہے ہیں کشمیر میں قتل و غارت ہو رہی ہے ۔ عزتیں لوٹی جا رہی ہیں کشمیر کو برباد کیا جا رہا ہے ۔ یہ ہمارے لئے مصیبت اٹھا رہے ہیں ۔ اگر آج وہ کہہ دیں کہ ہم آزاد ہونا چاہتے ہیں تو ان کی نکسیر بھی نہیں پھوٹے گی ۔ ہم پر باقاعدہ جہاد فرض تھا ۔ (قرآنی آیات) کیا ہو گیا ہے تمہیں ، کیا تم مردود ہو گئے ہو ۔ کیوں بزدل پڑ گئے ہو ، کیوں جہاد کے لئے نہیں نکلتے ۔ میدان کشمیر سے مرد ، عورتیں ، بوڑھے اور بچے چلا رہے ہیں کہ اے اللہ ہمیں ظالموں کی قید سے نکال ۔ مصیبت سے نجات دے ۔ تو قوم کے جہاد کی تیاری کے لئے تم نے کیا کیا ۔ تم نے کون سا پروگرام دیا ۔ تم نے پرتھوی میزائل کے مقابلے میں غوری میزائل کیوں نہیں بنایا ؟ اگنی کے مقابلے میں ابدالی میزائل کیوں نہیں بنایا ۔ قرآن تو کہتا ہے (آیات) جنگی تیاری کی ہر ممکن قوت پیدا کرو ۔ اتنی قوت پیدا کرو کہ دشمن تمہارے رعب اور دبدبے سے دم نہ مار سکیں ۔ وہ یرکتے رہیں ۔ ٹرختے رہیں ۔ تمہارے رعب سے دم نہ مار سکیں ۔ اور جو منافقین ہیں ہمیں معلوم ہے وہ بھی دم نہ مار سکیں ۔ لیکن افسوس ہے انقلابی عوام کو ضرورت تھی محمد بن قاسم کی ، پالا پڑ گیا محمد شاہ رنگیلوں سے ، ہم منتظر تھے احمد شاہ ابدالی کے ، مل گئے واجد علی شاہ جیسے ۔ ہمیں ضرورت تھی اورنگ زیب عالمگیر کی اس کی سیاست کی یہاں مل گئے دوغلی سیاست کے پرستار ، دوغلے سیاستدان ، آج Anglo American, Anglo Mohamdon یہ دوغلے Toynbee نے ایک کتاب لکھی ہے Civilization on Trail اس میں ایک مضمون ہے Islamic Civil Region پر

I categorise the Muslims in two categories Zealots and Herodians; Zealots are those who have got sentimental principles towards their religion and Herodians are cross-breed

یہ دوغلے وہاں الجزائر میں ہیں وہاں پر شریعت والوں کو کامیابی پر اقتدار منتقل نہیں کر رہے ۔

یہاں بھی یہ دو غلطے موجود ہیں ۔ یہ دو غلطے آج سیکولرازم کے لئے یہ کہتے ہیں کہ اسلام ایک تشدد پسند مذہب ہے تشدد کیا ہے جو مولویوں کا جھگڑا ہو تو آپس میں گڑبڑ ہے ۔ لیکن آج یہ لندنی مولوی جو بیٹھے ہیں ۔ لندنی مولویوں کی وجہ سے اقتدار کے لئے یہ لڑ رہے ہیں ۔ فساد تو انہوں نے ڈالا ہے ۔ تباہی تو انہوں نے ڈالی ہے ۔ کہتے ہیں فرقہ بندی ختم تو سیاسی فرقہ بندی کو بھی ختم کراؤ ۔ اور جس مقصد اور مدعا کے لئے آپ نے پاکستان بنایا ہے ایک کروڑ تم اس کے لئے جلا وطن ہوئے ہو' تیس لاکھ نے جام شہادت نوش کیا ہے ۔ سب استعماری قوتوں کے چیتھڑے اڑ گئے ۔ پانچ کروڑ کافروں کے لونڈی غلام بن گئے ۔ یہ کس لئے بنے تھے قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے کھل کر کہا تھا کہ

We are a nation according to the definition of the nation and nation must have its own homeland. We have got separate culture, separate civilization, separate policy, separate traditions, separate law, separate religion, separate heroes men and women with separate ideology, we want a separate homeland.

ملک صاحب خود اس تحریک کے اندر رہے ہیں ان کو اچھی طرح علم ہے کہ قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے کیا کیا کہا تھا' ان کی ۱۴ اگست کی تقریر لیں کہ انہوں نے کیا کہا تھا

Muslim will seize to be a Muslim, Hindu will seize to be a Hindu, not in religious but in a political sense.

کہ قائد اعظم منحرف ہو گئے تھے دو قومی نظریہ سے' جب قتل و غارت ہو رہی تھی' جب فسادات ہو رہے تھے' اس context میں انہوں نے کہا تھا کہ مذہبی طور پر تو الگ ہوں گے لیکن سیاسی طور پر ان کو تباہ کر دیں گے ۔ قائداعظم کے مرنے سے دو تین ماہ قبل کی تقریر کا حوالہ دینا چاہتا ہوں' انہوں نے سٹیٹ بنک کا افتتاح کرتے ہوئے خطاب کیا ہے' انہوں نے کراچی بار کو خطاب کیا' وہاں پر وکلاء نے کہا کہ Quaid-e-Azam tell us, what will be your Constitution in Pakistan? ہمارا آئین کیا ہو گا؟ انہوں نے کہا کہ

who am I to give you the Constitution. that was given to us 1300 years ago by the Holy Prophet Muhammad (May peace and glory of God be upon Him) and his Shariah is still practicable today as it was at that time

میں سمجھتا ہوں کہ ان حالات میں فاروق لغاری کا یہ کام تھا فاروق نام ہے ان کا' اس نام کی نسبت سے یہاں پر اسلام کے نفاذ کے لئے انہیں کام کرنا چاہیئے تھا' نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کے تحفظ کے لئے غیرت کا مظاہرہ کرے اور یہاں پر اسلام کے نفاذ کے لئے جدوجہد کرے۔ لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ لوگ اس موقع پر personal ہو گئے۔ رشتہ داریاں ہوتی ہیں لیکن قرآن کہتا ہے کہ رشتہ داریوں کا تعلق چھوڑ دو حق بات کہو۔ بنی افغان کا مسئلہ میں نے تین دفعہ یہاں پر پیش کیا ہے۔ یہاں شیر افگن نے یہ کہا کہ جناب وہاں پر smuggling ہو رہی ہے' narcotics آ رہی ہیں' پھر بیان دیا کہ نہیں ایسا غلط ہے۔ یہاں پر وزیر داخلہ کہتے ہیں کہ ہو رہی ہے' ان کا کیا تعلق ہے؟ ضلع میانوالی ادھر ہے' یہ کہنا بالکل غلط ہے۔ وہاں پر offenders کالا باغ والوں کے بھی ہیں' بنی افغان کے بھی ہیں' ان کے آپس میں قتل مقاتلے ہیں' ان کا باقاعدہ آدمی قتل ہوا اس کی لاش گم ہو گئی' ان کے بکرے پکڑ کے لے گئے ہیں' وہاں ان کی ناکہ بندیاں ہیں جس طرف سے ان کا وہاں آدمی آتا ہے گرفتار کر لیتے ہیں لیکن کالا باغ والے عیش کر رہے ہیں۔ اس لئے کہ کالا باغ میں اللہ یار خان اس کا بہنوئی ہے اور اللہ یار کی بیٹی اس کے گھر ہے۔ رشتے داریاں نہیں چلیں گی۔ آپ نے اگر پاکستان میں صدارت کرنی ہے تو انصاف کرنا ہو گا' ہٹاؤ وہاں سے رینجرز کو' کانسٹیبلری کو ہٹاؤ اور جو غنڈے اور بدمعاش ہیں' ان کے ہیں یا ان کے ہیں' ان کو بھی پکڑو' ان کو بھی پکڑو۔ ایک پر ظلم کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تم من مانی کرو۔ علی ہذا القیاس میں سمجھتا ہوں کہ ملک کے اور بھی مسائل ہیں۔ یہاں ابھی عیسیٰ خیل تحصیل کرم پانی سے سیراب ہوتی ہے' وہ آج خشک پڑی ہے۔ اس کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ صوبائی وزارت کے کان کھینچو کہ وہ انتظام کیوں نہیں کرتے۔ ہم نے کہا تھا کہ پانچ کروڑ کی سکیم منظور کی جائے۔ اس کے لئے باقاعدہ فنڈز مختص کرو۔ اس کا کچھ نہیں ہوا۔ پھر ہر ایک گاؤں' دیہات کو بے نظیر نے سوئی گیس دی ہے' ضلع میانوالی کو سوئی گیس دینے کا اعلان جنرل ضیاء الحق نے بھی کیا' نواز شریف نے بھی کیا' سب نے کیا ہے لیکن ابھی تک اس پر عمل نہیں ہوا ہے۔ وہاں پر ایک مل ہے جو آج بند پڑی ہے۔ وہاں لاکھوں کروڑوں روپیہ مزدوروں کا ہے' اس لئے اس مل کو چلائیں۔ ان حالات میں' میں سمجھتا ہوں کہ صدر مملکت کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ملک کو امن و امان دے۔ اور یہ حکومت فیل ہو چکی ہے' یہ امن نہیں دے سکتی' یہ پورا زور لگا لے۔ جیسے میں نے پہلے عرض کیا تھا کہ اگر آپ کے گھر میں سانپ اور بچھو

آ جائیں تو اس وقت آپ پولیس کو نہیں بلاؤ گے۔ آپ کوشش کریں گے، سارے مل کر ڈنڈے سوٹے لے کر ان کو ماریں گے۔ اس طریقے سے میں ملک صاحب سے یہ درخواست کروں گا کہ میری یہ درخواست ان تک پہنچاؤ۔ جب تک سب مل کر سب جماعتیں مل کر اس دکھ اور مصیبت کے مقابلے کے لئے مل کر کھڑے نہیں ہوں گے۔ جب تک تم اقتدار میں سب کو شریک نہیں کرو گے، اقتدار آنی جانی چیز ہے، وزارتیں، صدارتیں آنی جانی چیزیں ہیں لیکن ملک نے باقی رہنا ہے، کراچی نے باقی رہنا ہے۔ اس لئے اس مسئلے کو حل کرنے کل ئے ہم سب مل کر جدوجہد کریں۔ امن و امان قائم کریں اور عزیزہ فضہ جونیجو نے تقریر میں جو باتیں کیں میں سمجھتا ہوں کہ بڑی تیاری سے بات کی ہے۔ صحت کے اندر، زراعت کے اندر، تعلیم کے اندر، تعلیم پر آفتاب شیخ صاحب نے کل بڑی تقریر کی، لیکن اصل بات بھول گئے۔ اصل بات یہ ہے کہ نبی پاک نے کہا کہ طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ۔ اسی جذبے کو بیدار کرو۔ علم مسلمان مرد اور مسلمان عورت کے لئے فرض ہے۔ یہ جذبہ بیدار ہو۔ اور من تعلمو علمہ القرآن جو قرآن پڑھائے اور اس کی تعلیم دے وہ تم میں سے بہتر ہے اس جذبے سے تم آؤ، ہر گھر مدرسہ بن سکتا ہے۔ ہر شخص اس جذبے سے جدوجہد کر سکتا ہے۔ آج کئی سکول بنے ہوئے ہیں ہم نے بھی سکول بنوائے۔ سکول خالی پڑے ہیں۔ وہاں کوئی جاتا نہیں ہے۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ یہ ساری مصیبت جو شیخ صاحب نے بیان کی ہے وہ ختم ہو سکتی ہے۔ یہ جذبہ اگر آپ بیدار کریں۔ کہ بے علم نتواں خدارا شناخت کہ بے علم خدا کو نہیں پہچان سکتا۔ اس جذبے سے کنٹرول کرو گے۔ ساری صورت حال ٹھیک ہو جائے گی۔

جناب چیئرمین، آپ کا بے حد مشکور ہوں کہ درد دل پیش کرنے کے لئے

ایں چوں شوریست درد دور قمر شرمی بینم

ہمہ آفات پر فتنہ شر می بینم

از شادی شدہ بجر بزیر پالاں

شوق زریں ہم درد کہ ۔۔۔۔

کیا یہ شور ہے دنیا میں دیکھ رہا ہوں کہ ہر جگہ فساد ہی فساد ملتا ہے۔ عجیب بات ہے کہ کی زریں میں گدھے پر دیکھ رہا ہوں۔ اس لئے جو لوگ اہل ہیں، ذمہ دار ہیں، ذمہ کریں اور اس امانت کو خدا کی مقدس امانت سمجھ کر استعمال کریں گے۔ انشاء اللہ۔

آ جائیں تو اس وقت آپ پولیس کو نہیں بلاؤ گے۔ آپ کوشش کریں گے، سارے مل کر ڈنڈے سوٹے لے کر ان کو ماریں گے۔ اس طریقے سے میں ملک صاحب سے یہ درخواست کروں گا کہ میری یہ درخواست ان تک پہنچاؤ۔ جب تک سب مل کر سب جماعتیں مل کر اس دکھ اور مصیبت کے مقابلے کے لئے مل کر کھڑے نہیں ہوں گے۔ جب تک تم اقتدار میں سب کو شریک نہیں کرو گے، اقتدار آنی جانی چیز ہے، وزارتیں، صدارتیں آنی جانی چیزیں ہیں لیکن ملک نے باقی رہنا ہے، کراچی نے باقی رہنا ہے۔ اس لئے اس مسئلے کو حل کرنے کل ئے ہم سب مل کر جدوجہد کریں۔ امن و امان قائم کریں اور عزیزہ فضہ جونیجو نے تقریر میں جو باتیں کیں میں سمجھتا ہوں کہ بڑی تیاری سے بات کی ہے، صحت کے اندر، زراعت کے اندر، تعلیم کے اندر، تعلیم پر آفتاب شیخ صاحب نے کل بڑی تقریر کی، لیکن اصل بات بھول گئے۔ اصل بات یہ ہے کہ نبی پاک نے کہا کہ طلب العلم فریضۃ کل مسلم و مسلمۃ۔ اسی جذبے کو بیدار کرو۔ علم مسلمان مرد اور مسلمان عورت کے لئے فرض ہے۔ یہ جذبہ بیدار ہو۔ اور من تعلمو علمہ القرآن جو قرآن پڑھائے اور اس کی تعلیم دے وہ تم میں سے بہتر ہے اس جذبے سے تم آؤ، ہر گھر مدرسہ بن سکتا ہے۔ ہر شخص اس جذبے سے جدوجہد کر سکتا ہے۔ آج کئی سکول بنے ہوئے ہیں ہم نے بھی سکول بنوائے۔ سکول خالی پڑے ہیں۔ وہاں کوئی جاتا نہیں ہے۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ یہ ساری مصیبت جو شیخ صاحب نے بیان کی ہے وہ ختم ہو سکتی ہے۔ یہ جذبہ اگر آپ بیدار کریں۔ کہ بے علم نتواں خدارا شناخت کہ بے علم خدا کو نہیں پہچان سکتا۔ اس جذبے سے کنٹرول کرو گے۔ ساری صورت حال ٹھیک ہو جائے گی۔

جناب چیئرمین، آپ کا بے حد مشکور ہوں کہ درد دل پیش کرنے کے لئے

این چوں شوریست در دور قمر شر می بینم

ہمہ آفات پر فتنہ شر می بینم

از شادی شدہ بجر بزیر پالاں

شوق زریں ہم درد کہ۔۔۔

کیا یہ شور ہے دنیا میں دیکھ رہا ہوں کہ ہر جگہ فساد ہی فساد ملتا ہے۔ عجیب بات ہے کہ عربی گھوڑے کی زریں میں گدھے پر دیکھ رہا ہوں۔ اس لئے جو لوگ اہل ہیں، ذمہ دار ہیں، ذمہ داری کو محسوس کریں اور اس امانت کو خدا کی مقدس امانت سمجھ کر استعمال کریں گے۔ انشاء اللہ

امیابی ہو گی۔ شکریہ

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ مولانا صاحب بہت مہربانی۔ Now I give the floor to Mr. Gulzar Ahmed Khan, I thing he is absent. Mr Manzoor Gichki

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ کیا آپ تقریر کر چکے ہیں۔

جناب منظور احمد گچکی۔ نہیں جی میں نے نہیں کی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ نہیں کی چلیں جی آپ شروع کریں۔

جناب منظور احمد گچکی۔ جناب والا میں اپنی تقریر شروع کرنے سے پہلے یہ کہوں

جن کے چہروں پہ ہے غلطیدہ جنوں کے آثار
ان کو آئینہ دکھاتے ہوئے جی ڈرتا ہے

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ مکرر مکرر۔

جناب منظور احمد گچکی۔ جناب چیئرمین! صدارتی تقریر پر ہمارے بہت سے دوستوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور یہ سینٹ میں ایک ہی موقع ہے کہ اس تقریر کے حوالے سے ہر مقرر ہر بات کو جو کہ اس ملک میں وہ محسوس کرتا ہے اسے کہنا چاہتا ہے اس فلور پہ وہ کہتا ہے۔ جناب چیئرمین پہلی بات تو یہ ہے کہ جس طریقے سے اس تقریر کو پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کے سامنے سنا گیا میں سمجھتا ہوں کہ یہ جمہوریت کی سب سے زیادہ بے حرمتی اور تضحیک ہے۔ میں سمجھتا ہوں جناب والا! کہ جو ہنگامہ آرائی اس دن ہوئی وہ اس جمہوریت کے باب میں ایک کلنک کا ٹیکہ ہے۔ جناب چیئرمین میں تمہید کے ساتھ ان مسائل کی طرف آنا مناسب سمجھوں گا جو کہ اس ملک کے عوام کو درپیش ہیں اور میں ان تمام باتوں کی نشاندہی کروں گا اور کوشش کروں گا کہ ان کے حل کے لئے کچھ تجاویز بھی دوں۔

جناب چیئرمین! ہماری سب سے بڑی بدقسمتی یہ ہے کہ ہم جمہوریت اور جمہوری کلچر سے ناواقف ہیں۔ جن اداروں میں ہم بیٹھتے ہیں اور جمہوری طریقے سے آتے ہیں اگر اس کے اراکین جمہوریت اور جمہوری روایات سے ناواقف ہوں، اس کلچر سے ناواقف ہوں تو پھر یہیں پہ بات

بگڑتی ہے ۔جناب چیئرمین ! بدقسمتی یہ ہے کہ اس ملک کی تاریخ میں ۲۳ ، ۲۴ سال آمریت کے رہے ہیں اور آمریت کی اپنی ایک psychology ہے اور اس psychology کو عوام میں transfer کرتی ہے اور جب یہ psychology عوام میں transfer ہو جاتی ہے تو وہاں پر جمہوری کلچر نہیں پنپتا ہے بلکہ غیر جمہوری کلچر پیدا ہوجاتا ہے ۔

جناب چیئرمین ! میں سمجھتا ہوں کہ آج جو کچھ اس ملک میں ہو رہا ہے ، یہ جمہوریت کی پرورش یا training کی کمی کی وجہ سے ہے ۔ یہ ملک جمہوریت کے بل بوتے پر حاصل کیا گیا اور اس ملک کے وہ لوگ جنہوں نے اس ملک کے لئے قربانیاں دیں ، ان کی خواہشات بھی یہی تھیں کہ یہ ملک ایک جمہوری اور خوبصورت ملک ہو جو کہ اسلامی دنیا میں ایک symbal کی حیثیت سے نقشہ پر قائم ہے لیکن یہ خواب پورا نہ ہو سکا اس لئے کہ اس ملک میں civil and military bureaucracy نے ، ان تمام خوابوں کو تہس نہس کر دیا ۔ جناب چیئرمین ! مجھے اس ملک میں کوئی ایسا شخص جس نے اس ملک کی struggle میں participate کیا ہو ، یعنی وہ لوگ جو اس ملک کی creation میں matter کرتے تھے ، مجھے ان کے کسی بھی خطاب سے ، کسی بھی تقریر سے یہ بات نظر نہیں آئی کہ انہوں نے اس ملک کو ایک fundamentalist estate declare کیا ہو ۔ جناب چیئرمین ! میرے نزدیک اور میں نے آج تک ---

----

(اس موقع پر ڈاکٹر محمد ریحان کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

جناب منظور احمد گچکی۔ یہ نہ دیکھا اور نہ کسی تقریر میں سنا کہ انہوں نے فرقہ واریت کو ہوا دی ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایسی چیزیں ہیں کہ جس نے اس ملک کی بنیاد کو ہلا کر رکھ دیا ہے ۔ آج ہم مختلف مسائل کا شکار ہیں ، آج اس ملک میں غیر جمہوری انداز ، فرقہ واریت ، بیروزگاری ، رشوت اور اقربا پروری ، سیاسی اور معاشی جبر و تشدد ، علاقائی ناہمواری اور طبقاتی ناہمواری اور انسانی اور بنیادی حقوق کی پائمالی ، یعنی ایسا لگتا ہے کہ ہمارا کام ان negative سوچ کو ابھارنے میں لگ گیا ہے ، ہمارا کام یہی ہو گیا ہے کہ ہم positive انداز کو چھوڑ کر ، ان negative انداز کی طرف جائیں ۔

جناب چیئرمین ! میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک کی سب سے بڑی بدقسمتی ہے کہ آج ہم

ے شعوری طور پر یا غیر شعوری طور پر اچھی روایات کے بجائے تمام بری روایات کو اپنایا ہوا ہے ۔ جناب چیئرمین ، جمہوریت پر ہمارا اعتقاد اس قدر کم ہے کہ ہم کہنے کی طاقت نہیں رکھتے ۔ جمہوریت پر ہمارا اعتقاد اور اعتماد اتنا کم ہے کہ ہم سننے کی بھی طاقت نہیں رکھتے ۔جب آپ کہنے اور سننے کی طاقت نہیں رکھتے تو یہیں پر جمہوریت کی نفی ہوتی ہے ۔ جناب چیئرمین، میرے نزدیک اس ملک کی سب سے بڑی بدقسمتی یہی ہے ۔ دوسری بات جو میں فلور آف دی ہاؤس کہنا چاہوں گا وہ یہ ہے کہ ان مختلف باتوں پر جو میں نے کی ہیں اس ملک کے ایوانوں میں بیٹھے ہوئے لوگ اور باہر جو سیاسی پارٹیاں ہیں اس پر کم از کم اکھٹے ہوجائیں تا کہ ہم اجتماعی طور پر ایک بہتر روایت قائم کرسکیں ۔ جناب چیئرمین ، آج پاکستان ایک ایسے crisis سے گزر رہا ہے کہ جس کا تصور شاید عام لوگ نہ کر سکیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ برصغیر میں دو ایسے events ہوئے کہ جنھوں نے اس خطے کو ہلا کر رکھ دیا ۔پہلا partition of subcontinent کا اور دوسرا پاکستان disintegration کا اور تیسرا جو اب ہونے والا ہے اس میں خطرہ یہ ہے کہ شاید اس region میں geographical تبدیلیاں بھی آجائیں ۔اس میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ بحیثیت اس ملک کے شہری کے ہم پر کون سا فرض عائد ہوتا ہے کہ ہم اس تمام situation کو کس طریقے سے defuse کرسکیں۔ جب تک ہم سب مل بیٹھ کر ایک راہ اختیار نہیں کریں گے مجھے خطرہ ہے کہ اس کے بہت مضر اثرات آپ کے سامنے آئیں گے۔جناب چیئرمین ، میں ماضی کی طرف نہیں جانا چاہتا۔ اس لئے نہیں جانا چاہتا کہ ماضی کے بارے میں لوگ نہیں سوچتے۔ اگر ماضی کے بارے میں سوچتے تو آج اس ملک کی حالت اس region میں شاید سب سے بہتر اور ایک نمونہ کے طور پر ہوتی۔ چونکہ پرانی باتیں نہیں سنتے اس لئے میں جو کچھ بھی کہوں بقول اس کے کہ

ہر کوئی اپنی ہوا میں مست پھرتا ہے فراز
شہر ناپرساں میں تیری چشم تر دیکھے گا کون

جناب والا ،جو کچھ ہم نے ماضی سے سیکھا ہم نے اس کو implement کرنے کی کوشش نہیں کی ۔ہم یہ جانتے ہیں کہ اس ملک میں جب تک ہم جمہوری روایات کو build up نہیں کریں گے اس وقت تک مسئلہ حل نہیں ہوگا اور ہم جمہوریت کو صرف اور صرف one man one vote کے نام سے جانتے ہیں ۔ جناب چیئرمین جمہوریت ایک بہت بڑی terminology ہے یہ one man one vote کی بات نہیں ہے ۔بات یہ ہے کہ ایک ایسے ملک میں

جہاں مزدور کے حقوق نہ ملیں، کسان کے حقوق نہ ملیں اور انسانی اقدار کا خیال نہ کیا جائے، جس ملک میں بنیادی انسانی حقوق کو نہ دیکھا جائے۔ جس ملک میں اقلیت کے ساتھ تیسرے درجے کی حیثیت سے سلوک کیا جائے۔ جناب والا! وہ جمہوریت کی نفی ہوتی ہے۔ آپ الیکشن میں جاتے ہیں، آپ نے ووٹ دیا، میں نے ووٹ دیا۔ یہ کوئی جمہوریت نہیں ہے۔ جمہوریت تو اتنی بڑی relative terminology ہے، اتنے اس کے وسیع معنی ہیں کہ اگر آپ جمہوریت کے ان تمام معنوں کو لے لیں تو آپ کے ہاں مسائل ہو ہی نہیں سکتے۔ جناب چیئرمین! اس ملک کو ہم نے 1940ء کی قرارداد کے مطابق حاصل کیا۔ ہم خوش تھے کہ ہمارا ایک ملک ہو گا اور ہم اس ملک میں ایک انسان کی حیثیت سے، قومیتوں کی حیثیت سے رہیں گے جہاں پر ہر لحاظ سے ہماری بات سنی جائے گی لیکن میں بڑے افسوس سے یہ بات کہہ رہا ہوں کہ ہم 23 مارچ تو مناتے ہیں، تیاریاں بھی کرتے ہیں۔ فوجیں بھی آتی ہیں۔ پریڈ بھی ہوتی ہے۔ جہاز بھی اڑتے ہیں لیکن آج تک میں یہ سمجھنے سے قاصر رہا کہ جس 23 مارچ کو آپ مناتے ہیں، اس 23 مارچ کے کسی ایک نکتے پر آپ نے عمل درآمد کیا ہو تو تب آپ کو 23 مارچ منانے پر فخر ہونا چاہیئے لیکن اگر آپ 1940ء کی قرارداد کے کسی ایک نکتے پر بھی عمل درآمد نہیں کرتے اور آپ شور مچاتے ہیں اور سارا دن تیاریاں کرتے ہیں کہ ہم نے 23 مارچ کو قرارداد پاس کی تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی بنیاد 23 مارچ 1940ء ہے اور اس ملک میں ہر حکمران نے 23 مارچ کی اس روح کو مسخ کیا ہے۔ صرف اور صرف اپنی خواہشات کی وجہ سے، صرف اور صرف اپنے علاقائی مفادات کی وجہ سے، صرف اور صرف اپنے اقتدار کو بڑھانے کے لئے۔۔۔ جناب والا! آپ دیکھتے ہیں کہ جب آپ اپنے بنیادی نکتے سے ہٹ جاتے ہیں تو وہاں پر آپ کو کوئی راستہ نظر نہیں آتا۔ آپ بھٹکتے ہیں اور بھٹکتے چلے جاتے ہیں تو پھر صورت حال آپ کے کنٹرول سے باہر ہو جاتی ہے۔ آپ نے دیکھا کہ آبادی کے لحاظ سے ملک کا سب سے بڑا حصہ ہم سے الگ ہو گیا لیکن ایسے لگتا ہے کہ ہمارے ساتھ کچھ نہیں ہوا۔ آج بھی اس ملک میں یہی صورت حال ہے۔ جناب چیئرمین آمریت نے اس ملک کو اتنے داغ دیئے۔ Civil and Military بیوروکریسی نے اس ملک کو تباہی کے اس دہانے پر پہنچا دیا ہے کہ آج آپ کا ہر شہری یہ سوچنے پر مجبور ہے، یہ کہنے پر مجبور ہے کہ اب آگے کیا ہو گا؟ میں سمجھتا ہوں کہ جس وقت، عوام یہ کہنا شروع کر دیں کہ اب کیا ہو گا؟ وہاں پر اس کی انتہا ہوتی ہے۔

جناب چیئرمین ! آپ اس خطے میں قومیتوں کے حقوق کو سلب کر رہے ہیں ۔ آپ اس خطے میں بنیادی انسانی حقوق کو پامال کر رہے ہیں۔ آپ اس خطے میں ان تمام forces کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں کہ جن کا کام جمہوریت کا گلا گھونٹنا ہے تو جناب والا ! اس حالات میں اللہ ہی خیر کرے کہ اب کیا ہو گا ؟ یقیناً لوگ اس بات کو کہنے کے لئے حق بجانب ہوں گے کہ وہ آپ سے پوچھیں کہ آگے کیا ہو گا؟ جناب چیئرمین ! بدقسمتی اس ملک کی یہ ہے کہ شروع سے لے کر آج تک یہاں پر ایک Geographical Organization ہے ۔شروع سے لیکر آج تک کا North vs South جھگڑا رہا ہے اور آپ دیکھئے کہ آج کی cobination میں بھی نارتھ united ہے ساؤتھ کے خلاف ۔ انگریزوں کے جانے کے بعد اقتدار ان کے پاس چلا گیا کہ جن کا تعلق نارتھ سے تھا اور ان کی کوشش یہی تھی کہ ساؤتھ کو کس طریقہ سے ملیا میٹ کریں ۔

جناب چیئرمین' میں یہ سمجھتا ہوں کہ آنے والے وقت میں شاید یہ combination نہ رہے ۔ آج اگر آپ ایوان کے دونوں جانب دیکھیں تو آپ کو اس North vs South کی تقسیم کا پتہ چل جائے گا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اب ایسے حالات پیدا ہوگئے ہیں کہ یہ situation شاید نہ رہے ۔ آج افغانستان میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کے اثرات یہاں پہلے پڑے ہیں اور آج جو کچھ ہو رہا ہے اس کے اثرات بعد میں آپ پر پڑیں گے ۔جناب چیئرمین ! یہ combination ہی تبدیل ہونے والا ہے ۔ خطرہ مجھے یہی محسوس ہو رہا ہے کہ جب یہ combination تبدیل ہو گا تو اس ملک میں کوئی برا دن آنے والا ہوگا آپ نے ایک چیز نوٹ کی ہوگی کہ جس وقت بنگال الیکشن جیت گیا جوکہ 56 فیصد تھا اس کے ساتھ ساتھ چھوٹے صوبوں نے اس کا ساتھ دیا تو اس ملک کے اصل حکمرانوں نے ، میں اصل حکمران کی بات کر رہا ہوں اور کسی وضاحت کی طرف جانا نہیں چاہتا ' اس ہاؤس میں بیٹھے ہوئے لوگ شاید سمجھتے ہیں کہ اصل حکمرانوں سے میری کیا مراد ہے ؟ اصل حکمران یہ سمجھنے پر ------

(مداخلت)

جناب پریذائڈنگ آفیسر، گچکی صاحب آپ تقریر جاری رکھیں ۔

جناب منظور احمد گچکی : جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ اصل حکمرانوں نے اس بات کو محسوس کیا کہ اب طاقت یہاں سے تبدیل ہو رہی ہے ' ویسٹ سے ایسٹ کو جا رہی ہے اور وہ power کے اتنے دلدادہ رہے ہیں کہ انہوں نے یہ مناسب سمجھا کہ 56 فیصد کو اپنے آپ سے الگ کر دیں۔ الگ ہونے کے بعد اصل حکمرانی 56 فیصد (پنجاب) کے حوالے کر دی جائے گی یا اس کے حوالے رہے گی۔ پاکستان کے ٹوٹنے کا بنیادی فلسفہ یہی تھا ۔ اب مجھے جناب چیئرمین نظر آ رہا ہے کہ آج نارتھ میں جو خطے ایک [illegible] سے ملے ہوئے ہیں وہ اپنے political vested interest کے لئے ہیں لیکن جس وقت افغانستان کی situation جو Geo develop ہو رہا ہے۔ جو volcanization ہو رہی ہے ' mental volcanization تو ہو چکی ہے اب جو physical volcanization ہو رہی ہے ۔ اس میں اس کے بھی مواقع ہیں کہ 9 ملین افراد ایک بہت بڑی land کے ساتھ یا تو اس خطے کے ساتھ شامل ہو جائیں گے یا اس کی آبادی چلی جائے گی تو پھر وہ جو نارتھ کی combination ہے برداشت کے قابل نہیں رہے گی ۔ اس لئے کہ نارتھ میں اس کی کوشش یہ ہے کہ اس کا ایک ساتھی ' اس کا ایک دوست----- اس کا ایک غم خوار' اس کے influence کو protect کرنے والا ایک خط موجود ہو۔ لیکن وہ دیکھنے لگیں کہ نارتھ میں وہ اس کے بجائے دوست اور نزدیکی اپنی جگہ پر ہے۔ ایک antagonist انداز start ہو جائے گا۔ وہاں پر جو چپقلش ہو گی۔ اس سے اس region کو سب سے زیادہ نقصان پہنچے گا۔ جناب چیئرمین! دوسری بات یہ ہے کہ اس ملک کے حکمرانوں نے آمروں نے دانستہ طور پر یہاں پر مذہبی فرقہ واریت کو ہوا دی۔ اور اس کے اثرات جو پڑ چکے ہیں۔ وہ میرے خیال میں ان کو زیادہ define کرنے کی ضرورت بھی نہیں ہے ۔ اس کے جو اثرات ہوں گے ۔ وہ بالکل الگ اثرات ہوں گے ۔ جناب چیئرمین! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے زیادہ crucial time جو ہے ۔ اس ملک میں شاید پہلے کبھی نہ آیا ہو۔ وہ اس لئے کہ ایک دفعہ ہم ملک ٹوٹنے کے بعدکم از کم ایک خط تو بچ گیا۔ لیکن اب جو حالات اور واقعات دیکھنے میں آ رہے ہیں۔ اس کے بعد شاید اس کے اثرات بالکل مختلف ہوں ۔ اس لئے آج ہمیں مل بیٹھ کے اس بات کو سوچنا چاہئیے کہ اس ملک کے ان تمام مسائل کو کہ جن کی میں نے نشاندہی کی ہے ۔ اگر ہم نے ان کو مل بیٹھ کر ان کا حل نہیں نکالاتو پھر ہمارا اللہ ہی حافظ۔ جناب چیئرمین! Presidential Speech پر President نے بہت سی باتیں کی ہیں۔ میں اس debate پر جانا نہیں چاہتا۔ میں یہ ضرور کہنا چاہتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حکومت

یقیناً اس قدر پاک اور صاف نہیں ہے کہ جب یہ کہتے ہیں کہ سب اچھا۔ اور دوسری جانب یہ کہنا کہ سب خراب ایسا بھی نہیں ہے ۔موجودہ حکومت نے ورثے میں بہت سی چیزیں بھی لی ہیں۔ معاشیات' سیاست ایک دن میں جنم نہیں لیتی ہیں۔ایک دن میں معیشت کے اثرات آپ کے سامنے نہیں آتے۔آج معشیت کے بارے میں آپ جو فیصلہ آج کریں گے اس کے اثرات آپ کو سال دو سال کے بعد ملیں گے ۔اسی طرح سیاست میں بھی جو کچھ آپ کریں گے اس کے اثرات آپ کو آنے والے دنوں میں دکھائی دیتے ہیں۔وراثت میں اسے بہت سی چیزیں ملی ہیں۔ کراچی کی situation بے روز گاری ,corruption یہ تمام چیزیں اور اب ہونا تو یہ چاہئیے تھا کہ موجودہ حکومت اس بات کو تسلیم کرتے ہوئے کہ یہ خرابیاں مجھے ورثے میں ملی ہیں لیکن اس کو بہتر کروں گی۔میرے نزدیک جناب والا! یہ چودہ' پندرہ مہینے میں کوئی زیادہ پیش رفت نہیں ہوئی ۔اس کی دو بنیادی وجوہات ہیں۔ایک تو یہ ہے کہ وہ اپنے شعوری attempt میں شاید اس حد تک کامیاب نہیں ہوئی۔ لیکن ساتھ ساتھ کوشش بھی یہی کی گئی کہ اس ملک میں وہ اس حکومت کو کہ جو ان کے vested interest کے مفادات کے لئے نہیں ہے۔ کسی نہ کسی طریقے سے اس کو ختم کیاجائے۔ یہ کوشش شروع دن سے ---- کبھی کہتے تھے دس دن ہو گئے' کبھی کہتے تھے تیس دن ہو گئے' کبھی کہتے تھے کہ سو دن تو پورے ہو گئے۔ اور ابھی انہوں نے الہ دین کا چراغ چلایا نہیں ہے۔ جناب والا! ایسا نہیں ہوتا ۔ اپوزیشن کا یہ فرض ہے کہ وہ حکمران ٹولے کی غلطیوں کی نشاندہی کرے۔ لیکن غلطیوں کی نشاندہی pasitive انداز میں کرے۔ یہاں تو ہم نے جو کچھ بھی دیکھا ہے۔ نشاندہی تو اپنی جگہ پر کوشش یہ کی جاتی ہے کہ اس ملک میں عوام کے mandate کو کسی نہ کسی طریقے سے پاؤں تلے روندا جائے۔ جناب چیئرمین' میں سمجھتا ہوں کہ اس سے زیادہ سیاسی بددیانتی کوئی نہیں ہو سکتی۔ جناب چیئرمین' میں حیران ہوں کہ جب باہر کے ممالک میں لوگ دوروں پر جاتے ہیں ان کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ ملک کے image کو build up کریں۔ لیکن ہمارے ہاں تو problem یہ ہے کہ لوگوں کو بھیجا جاتا ہے کہ جاؤ اپنے ملک کے خلاف یہ یہ باتیں کہو ۔ فرض کریں' چھوٹی سی مثال ہے کہ آج جو situation اس ملک میں پیدا ہوئی ہے اور جو دانستہ طور پر پیدا کی جا رہی ہے۔ صرف اس لیے کہ امریکہ کے جو دورے ہو رہے ہیں۔ ان کو فیل کیا جائے۔ میں نہیں سمجھتا کہ یہ کوئی اچھی روایات ہیں۔ کل آپ کے لیے بھی یہی ہو سکتا ہے۔ کل تیسرے کے لیے بھی یہی ہو سکتا ہے۔ پھر دوسری بات جناب والا' یہ ہے

کہ حکومت میں جو لوگ بیٹھے ہوئے ہیں ان کا بھی یہ فرض بنتا ہے کہ وہ بہت سی situations میں بین الاقوامی مسائل پر، ملکی مسائل پر، اگر وہ مناسب سمجھتے ہیں اور میرے خیال میں سمجھنا چاہئیے، وہ اپوزیشن کو بھی اعتماد میں لیں۔ یہ کوئی خراب بات تو نہیں ہے۔ اگر دورے پر جا رہے ہیں، ٹھیک ہے۔جائیں لیکن اپوزیشن کے ساتھ بھی گفت و شنید ہونی چاہئیے۔ ان کو بھی اپنے اعتماد میں لینا چاہئیے۔جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں --- آپ گھڑی بار بار دیکھ رہے ہیں۔

جناب پریذائڈنگ آفیسر۔ شکریہ جی، اب کافی دیر ہو گئی کیونکہ آپ کو ۲۵ منٹ سے اوپر ہو گئے ہیں۔

جناب منظور احمد گچکی۔ جناب چیئرمین! میں صرف دو تین باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہیں کہ چونکہ میں province کو represent کرتا ہوں اور میرا یہ اخلاقی فرض بنتا ہے کہ میں Presidential speech کے حوالے سے بلوچستان کے بارے میں کوشش کروں کہ اپنے خیالات کا دو چار sentence میں اظہار کروں۔جناب چیئرمین! بلوچستان آبادی کے لحاظ سے سب سے چھوٹا صوبہ ہے اور رقبے کے لحاظ سے سب سے بڑا صوبہ ہے اور جو sources بلوچستان کے پاس ہیں وہ اس قدر ناکافی ہیں کہ وہاں پر ان sources سے ایک District بھی develop نہیں ہو سکتا۔میری گزارش میں پہلی بات تو یہ ہے کہ ہمیں مل بیٹھ کے آئین میں ترمیم کرنی چاہئے اور تمام sources جن جن علاقوں کے ہیں ان کو ان کے حوالے کر دینا چاہئیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ چونکہ بلوچستان اور سندھ کی developement میں علاقائی ناہمواری بہت زیادہ ہے ۔ Frontier کی development میں یا پنجاب کی development میں بڑا فرق ہے۔ uneven development ہے۔ اس لیے موجودہ حکومت سے میری گزارش ہے کہ یہ sources جو اس وقت بلوچستان میں available ہیں اس کے علاوہ common pool سے اس کو مزید فنڈز دیئے جائیں تاکہ وہ بلوچستان کی development میں کام آ سکیں اور جہاں تک روزگار کا مسئلہ ہے جناب والا، بلوچستان کو جس طریقے سے نظرانداز کیا گیا ہے میرے خیال میں کسی صوبے کو نہیں کیا گیا۔ ویسے تو تمام صوبوں میں بیروزگاری موجود ہے لیکن حالت تو یہ ہے کہ ممبران فائلیں بغلوں میں دبائے ہوئے کبھی اس وزیر کے پیچھے، کبھی اس وزیر کے پیچھے پھرتے

ہیں کہ خدارا ! ان لوگوں کو نوکریاں دیں' ان لوگوں کو نوکریاں دیں۔ جس کی بھی حکومت ہو۔ کسی نے کہا ban لگا ہوا ہے۔ کسی نے کہا کہ جی میرٹ نہیں ہے۔ کسی نے کہا کہ کمیشن کے سامنے جاتا ہے۔ کبھی کہتے ہیں کہ جی نہیں ہیں نوکریاں۔ لیکن پتہ یہ چلتا ہے کہ وہ نوکریاں ان لوگوں کو دی جاتی ہیں کہ جو ان لوگوں کے چہیتے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ اب بات اس طریقے سے نہیں بنے گی۔ ہم اس House میں باقاعدہ unanimously' بلوچستان کے سینئر حضرات اس بات پر متفق ہیں کہ اب ہم اس رویئے کو چلنے نہیں دیں گے۔ آپ کو ہمیں ملازمتیں دینی پڑیں گی۔ اس لیے کہ یہ ہمارا حق ہے۔ اور اب ہم اپنے حق کو لیں گے۔ اس لیے بہتر ہے کہ شرافت سے بلوچستان کے ملازمتوں کے مسئلے پر ان کے حقوق دیئے جائیں۔ thank you, very much۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ شکریہ جناب' میں ہاؤس سے یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ جناب لیڈر آف دی ہاؤس نے یہاں فرمایا تھا کہ لابی میں water leakage ہے' پانی بہہ رہا ہے' نکل رہا ہے' کوئی وہاں پر قالین بھی گیلا ہوچکا ہے اور دیوار میں بھی کچھ سیم ہے۔ اس کے بارے میں میں نے سیکرٹری سینٹ کو گزارش کی تھی' یہ وہاں تشریف لے گئے اور جو متعلقہ انجینئیرز----

(وقفہ اذان ظہر)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ تو میں یہ گزارش کررہا تھا کہ یہاں پر سی ڈی اے کے انجینئیر حضرات ہیں' جو کہ پارلیمنٹ ہاؤس میں ہوتے ہیں' ان کے ساتھ سیکرٹری صاحب تشریف لے گئے اور لابی کے اس کونے کو دیکھا تو پتہ یہ چلا کہ اس جگہ سے عرصہ سے پانی بہہ رہا ہے' کیونکہ اس سے قبل بھی اس جگہ قالین کا ٹکڑا کٹا ہوا ہے اور وہ اس لئے کاٹا گیا تھا کہ اس سے پہلے بھی پانی آیا تھا تو اس وقت انہوں نے مرمت کرکے اس جگہ کو ٹھیک ٹھاک کرکے پھر قالین کا دوسرا ٹکڑا وہاں لگایا ہے۔ مگر ثابت یہ ہوتا ہے کہ وہ leakage بند نہیں ہوا' اس لئے leakage ہو رہا ہے۔ اس پر پھر میں نے وہاں پر سیکرٹری صاحب سے بات کی' تو ہم نے یہ طے کیا کہ سی ڈی اے کو ہم ایک مفصل خط لکھ کر ان کے کچھ آفیسرز جو متعلقہ ہیں' انجینئیرز کو بلا کر یہ سب چیک کرائیں گے اور انشاء اللہ جو بھی رپورٹ آئے گی آپ کو بتا دی جائے گی۔

حافظ حسین احمد۔ جناب یہ قدرتی چشمہ ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ نہیں جناب' قدرتی میں نے نہیں کہا' میں نے کہا ہے کہ کہیں leakage ہے' leakage اور چیز ہوتی ہے اور چشمہ پھوٹتا ہے وہ اور چیز ہے۔

So, the House is adjourned to meet again tomorrow at 10 O'Clock

---

{The House then adjourned to meet again at 10.00 A.M. tomorrow on Monday, March 21, 1995.}

PCPPI—4524(97) Senate—4-11-97—180.